

۷۸۶/۹۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یونقص رسالہ ہدایت قبلہ نافع عجلہ محمدی فوج کا فتحت رسالہ مسلمانان اعلمنے کے سامنے چشت
 سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان پیش کرنے والا، وہابیہ ختہ دی آنکھوں
 میں چلا چوند پیدا کرنے والا، بعض شاگردان چشت سیدنا امام اعظم کی منقصہ رہا لابین اکرنے والا
 اور بخاری و مسلم و غیرہ کی وقعت ان نیازمندان امام اعظم کی بارگاہوں میں بخواہا
مُسَمِّعٌ بِاسْمِ تَارِيخِ

تَلَامِيذُهُ حَنْدِيَّةٌ

۲۷ — ۱۳ —

تَالِينِيَّةُ لَطِيفَةٌ

سیف من سیوف اللہ اس الشیعیل ملت و مفت الحبیب
 چشت مولیین امولی حافظ قاری شاعران
 ابو اظفر محب الرضا محبوب علیخ الصلیح اصحابی حقی قادری
 برکاتی رضوی مجددی لکھوی قدس سرہ القوی مفتی شہر ریاست پٹیالہ
 تحریک و ترغیب

یادگار خلف، عمدة السلف، پیشوائے اہلسنت، شہزادہ مظہر علیحضرت، ظاہر شاہ بہلول، زیب وزینت آستانہ عالیہ شیعیہ
 حضرت علامہ مولیین مفتی
 الحاج الشاہ محمد معصوم الرضا خاں ماقبلہ مت
 دام ہم الارک من مفتی، عظم شہر بیتل بھیت شریف
 ناشیر

میکھنے جھترنے کی بیعت اشمندیہ مرتباہ نہ کہا، ضسلیع گودڑہ



نام کتاب — تلامیذِ بیت حضرت
 از قلم فیض رقم — ائمہ تھوڑے اگلی حضرت شیرشہر امداد مسٹنگ آئندہ صنفیں علمائیہ مساف المیت حضرت مولیٰ مولیٰ
 حافظ امدادی علماً ابوالظفیر الحنفی ارشاداً محمد جووب سیخان صاحب قادری برکاتی شیوه مجددی
 لکھوئی شیعی اعظم بیاست پیالہ علیہ الرحمۃ الرحموں
 تقدیم — نبیرہ حضور مظہر اعلیٰ حضرت امام مولیٰ علیٰ الحاذن اشادہ حضرت ربان رضا خان صاحب فیض شیعی
 آستانہ عالیہ شیعیت حضرت گلپچلا بھیت شریفہ
 تحریک و تغییب ، یادگار خانعہ اسaf پیشوای المسنط شہزادہ ظاہری حضور مظہر مشاہد ملت، زیر بیان اس شانہ ایشیتی
 حضور مولیٰ علیٰ الحاذن اشادہ محمد موصوم ارضان ارضان قابضیتی مظلہ مدن مفتی عظم شہزادی پلی بھیت
 تصحیح و نظر ثانی
 نبیرہ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور ناصر ملت حضرت مولیٰ محمد شارب الحشمت خان صاحب فیض شیعی
 تزیین و تابت
 محمد بن الحنفی بن جنم ﷺ فکسے حشرت گلپچلا بھیت شریفہ
 اشاعت اول — ۱۳۲۴ھ مارہ مظہرہ
 اشاعت بذا — بموقع مائیج وصال حضور مظہر اعلیٰ حضرت ورنہ ۸ محرم الحرام شرین ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء
 تعداد — گیارہ سو ۱۱۰۰
 ناشر — مکتبت حضرت کیا امانت الحشمتیہ کیمیہ مکتبہ مفتی لونگڈھ



نوٹ

کتاب کی تصحیح میں حتیٰ الوع احتیاط سے کام لیا گیا ہے، پھر بھی اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو تصحیح کی خامی
 سمجھی جائے، صاحب رسالہ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے

بَلْ مَنْ إِيصالُ ثَوَابِ

الْحَاجِ مَرْحُومُ مُخْتَارِ الْأَحْمَدِ صَاحِبِ نُورِي
الْحَاجِ مَرْحُومُ عَبْرِيبِ اللَّهِ صَاحِبِ حَشْمَتِي
جَنِ مَرْحُومُ عَبْرِيبِ بَانِي صَاحِبِ حَشْمَتِي



مِنْ حَبَابِ
محب سنيت الحاج
محمد نجم الدين حسين خال صاحب حشمتى
سارنگ چال، کرلامبئی

مَا نَتَابَ لِلرَّبِّ

بِبَارِگَاه

نَهْوَنَهِ شَدَّدَتْ حَضُورَتِي
 عُمَرُ وَأَعْلَى حَصْنَتْ أَخْلِيقَهُ مُحَجَّدَ أَعْظَمَ دِينَ وَمَلَكَ
 مُخَاطَبَ بِهِ وَلَدُمُراْفَقَ اَزْهَضَ وَأَعْلَى حَضُورَتِي نَائِبَ شَيْوخَدَا
 مُسَاطِرَأَعْظَمَ عَلَى الْأَطْلَاقِ نَاصِي الْإِسْلَامَ فَالْمُسْلِمِينَ غَيْظَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُرَتَّبِينَ
 كَنْزَ الْكَلْمَ جَبَلَ الْاسْتِقَا

حُضُورُهُرَأَعْلَى حَضُورَتِشِيرِبُشِهِ أَهْلَسُونِكِي

حَضُورَتِشِيرِبُشِهِ أَمَمَ مُولِيَّا

مُفْتِي الْكَلْمَ الْأَفَادَلَوَا لِفَتْحِ الْمُغَارَبَةِ حَمْرَتِي الْمَحَاجَفَبَلَ قَادِيَ بَرَكَانَ زَهْوَنَ

عَلَيْكَمُ الْمُغَافِلَةِ





تقدیم

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم
 وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين
 وعلى جميع أهل سنته اجمعين

اما بعد

برادر حضور شیر پیشہ اہلسنت، غازی اہل سنت، مفتی بھائی و صاف الحبیب حضرت
 محبوب ملت قدس سرہ کے دو عذر دار مسلمی بنام تاریخی ”تویر الصحیفہ“ فی خصائص ابی
 حنفیہ (۷۳۵ھ) اور ”تلامیز ابی حنفیہ“ (۱۳۵۷ھ) زیر طباعت تھے۔ سوچا کیوں نہ
 مدد و مہین و مذکرین امام الائمه کا شفاف الغمہ امامنا امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 فہرست میں انہیں کے کرم پر بھروسہ کر کے نام درج کرالیں۔ ورنہ جس بارگاہ عالیٰ کے فضائل
 سے احبلہ حضرات محدثین کرام و حضرات فقہائے کاملین، اکابر اولیاء و علمائے ربانیین کی
 زبانیں تر ہوں، جن کے مناقب سے خیر القرون والوں کے دفاتر پر ہوں وہاں مجھ جیسے
 ذرہ بے قدر کی حیثیت ہی کیا ہے۔ یوں سمجھنے کے سورج کو حسپراغ دکھانا ہے۔ نہیں انہیں اچڑا غ
 اپنی روشنی میں سورج کا محتاج نہیں اور یہاں اس سورج کے بغیر ان چراغوں میں ضیا رہی
 نہیں۔ عارف باللہ امام شعرانی قدس سرہ الاسمی ”میزان الشریعۃ الکبریٰ“ میں فرماتے ہیں:
 ”سمعت سیدی علیاً الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول مدارك
 الامام ابی حنفیة دقیقة لا يکاد يطلع عليهَا الا اهل الكشف من“

اکابر الاولیاء“

یعنی میں نے سیدی علی خواص کو فرماتے سنا کہ امام ابوحنیفہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر الاولیاء میں سے اہل کشف کے سوا کسی کو ان کی اطلاع نہیں ہو پاتی۔
ہاں جناب! کیا یہ فرمان رسالت تاب صلی اللہ تعالیٰ علیٰ وعلیٰ آلہ وسلم نہ سنا؟ کہ اگر علم ثریا کے پاس ہو گا تو یقیناً لے لیں گے اُس کو چند مردابنائے فارس کے یعنی امام اعظم اور تلامذہ اس مردفارس کے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قد اخر ج الشیخان عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قال لو كان العلم عندنا لثیر بالتناولۃ رجال من ابناء فارس حضرت علامہ ملا علی قادری رحمۃ الباری رسالہ ”رودقال“ میں اسی حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

”وَمِنَ الْمَعْلُومِ عِنْ الْعَرَبِ وَالْعَجمِ أَنَّ أَحَدَ أَمْنَهُنَا طَائِفَةً لَمْ يَصُلْ إِلَى مَرْتَبَةِ الاجْتِهادِ حَتَّى يَكُونَ إِمَامًا لِّلْأَمَمِ إِلَّا بِأَبْحَانِيَفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِهُذَا قَالَ الْحَافِظُ السِّيُوطِيُّ الشَّافِعِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ أَصْلُ صَحِيحٍ يَعْتَهِدُ عَلَيْهِ فِي الْبِشَارَةِ بَابِي حَنِيفَةَ وَفِي الْفَضِيلَةِ التَّامَةِ اَنْتَهَى مَعَ دُخُولِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي عُمُومِ قَوْلِهِ صَلِّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْقَرُونِ قَرْنَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ فَإِنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ بَيْنِ الْأَمَمِ الْمُجْتَهَدِينَ مُخْتَصٌ بِكُونِهِ مِنَ التَّابِعِينَ دُونَ غَيْرِهِ بِأَنْفَاقِ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَبِرِينَ“

یعنی خوب ظاہر و باہر ہے۔ عرب و عجم میں سب پرروشن ہے کہ اس گروہ تابعین میں کوئی شخص اس شان سے مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ ہوا کہ وہ امام الائمه مانا جاتا مگر حضرت امام عظیم کو مرتبہ خدا تعالیٰ نے بخشنا اور اسی لئے امام سیوطی شافعی نے فرمایا کہ حضرت امام عظیم ابو حنیفہ کی بشارت اور فضیلت عظیمہ کے بیان میں یہ حدیث اصل ہے اور صحیح ہے اور معتمد علیہ

ہے۔ اور ساتھ ہی آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس عموم ارشاد میں داخل ہیں کہ بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے پھر ان کا زمانہ جوان کے بعد ہوں گے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب اماموں میں اس فضیلت عظیمی تابی ہونے میں خاص مختص ہیں اور آپ کے سوائے مجتہدین میں کوئی اور تابی نہ ہوا۔ اسی پر علمائے معتبرین کا اتفاق ہے۔

سردست ایک اور حدیث پاک سنتے چلیں۔ حضور اکرم عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

”ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة“، یعنی سن ایکسو پچاس (۱۵۰) میں دنیا کی زینت اٹھا لی جائے گی۔

اور ایک سو پچاس (۱۵۰) ہجری میں ہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے۔ لہذا رباب سیر و تواریخ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس حدیث پاک سے مراد حضرت امام اعظم قدس سرہ الارکم ہی کی ذات بابرکات ہے۔
دیکھیں ”نیرات الحسان“ میں ہے:

”وَمَا يَصْلَحُ الْإِسْتِدْلَالُ بِهِ عَلَى اعْظَمِ شَانِ أَبِي حَنْيفَةَ مَارُوِيٍّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى أَلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ تَرْفَعُ زِينَةُ الدُّنْيَا سَنَةً خَمْسِينَ وَمَائَةً وَمِنْ ثُمَّ قَالَ شَمْسُ الْأَمَّةِ الْكَرْدَرِيُّ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى أَبِي حَنْيفَةَ لَأَنَّهُ مَاتَ تِلْكَ السَّنَةَ“

یعنی ان دلائل میں سے جو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور بزرگی و بنندی کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ حدیث شریف ہے کہ حضور اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن ڈیڑھ سو (۱۵۰) میں دنیا کی زینت اٹھا لی جائے گی اور اسی وجہ حضرت شمس الامم کرداری نے کہا یقیناً یہ حدیث حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی فضیلت پر محمول ہے کیونکہ سن ڈیڑھ سو ہجری میں ہی آپ کا وصال ہوا ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ کہ جس کی فضیلت اور رفعت علم کی گواہی حضور اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آللہ وسلم نے دی ہو، جس کی جائے پیدائش کی بشارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آللہ وسلم نے دی ہو، اور پھر جس کی دنیا سے رحلت کی سن بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باور کر ادی ہو، جس کا پایہ علم ہرثیا سے تحبا وزرگیا ہواں کی عظمت کا علوہم فرش والوں سے کیونکر بیان ہو سکتا ہے۔ امام اجل حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام سے فرماتے ہیں:

”انه ليكشف لك من العلم عن شئ كلنا عنه غافلون“
 یعنی آپ پر تو وہ علم ممکن شف ہوتا ہے جس سے ہم سبھی غافل ہوتے ہیں۔ ”آخرات الحسان“ میں ہے:

”وَكَانَ عِنْدَ الْأَعْمَشِ فَسَأَلَ عَنِ الْمَسَائلِ فَقَالَ لَابِي حَنِيفَةَ مَا تَقُولُ فِيهَا؟ فَاجَابَهُ قَالَ مَنْ لِكَ هُنَّا؟ قَالَ مَنْ أَحَادِيثَكَ الَّتِي رَدَيْتَهَا عَنْكَ وَسَرَدَهُ عَدَةً أَحَادِيثَ بَطْرِقَهَا فَقَالَ لِلْأَعْمَشِ حَسْبِكَ مَا حَدَثْتَكَ بِهِ فِي مائَةِ يَوْمٍ تَحْدَثَنِي بِهِ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ مَا عَلِمْتَ أَنَّكَ تَعْمَلُ بِهِذَهِ الْأَحَادِيثِ يَا مَعْشِرَ الْفَقَهَاءِ إِنْتُمُ الْأَطْبَاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادُلَةُ وَإِنْتُ اَيُّهَا الرَّجُلُ اَخْذَتِ بِكُلِّ الْطَّرْفَيْنِ“

یعنی امام اعظم ابوحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، استاد الحدیثین شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واستاد امام اعظم حضرت امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھے۔ حضرت اعمش سے کچھ مسائل دریافت کئے گئے انھوں نے امام ابوحنفیہ سے فرمایا تم ان مسائل میں کیا کہتے ہو؟ امام نے جواب دیا حضرت اعمش نے فرمایا یہ جواب کہاں سے اخذ کیا؟ عرض کیا آپ کی انہیں احادیث سے جو آپ سے میں نے روایت کیں اور متعدد حدیثیں مع سندوں کے پیش کر دیں۔ اس پر حضرت اعمش نے فرمایا کافی ہے۔ میں نے سو دنوں میں تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ تم ایک ساعت میں مجھے سنائے دے رہے ہو۔ مجھے علم نہ تھا کہ ان احادیث پر تمہارا کچھ عمل ہے۔ اے گروہ فقہار! تم طبیب ہو اور ہم عطار (دوا فروش) ہیں۔ اور اے مرد کامل تم نے تو دنوں کنارے حاصل کرنے۔

اس روایت کو امام اہل سنت علیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے اپنے رسالہ مبارکہ ”اجل الاعلام ان الفتوى مطلقاً على قول الامام“ میں بھی بحوالہ ”الخیرات الحسان“، نقل فرمایا ہے۔ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے:

”حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا“ الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة“ یعنی نقہ میں سب لوگ امام عظیم ابوحنیفہ کی اولاد پیش کیے جائیں۔

اور ”الخیرات الحسان“ میں ہے: ”وقال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

ما قامت النسلة عن رجل اعقل من ابی حنیفة“

یعنی حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ سے زیادہ صاحب عقل عورتوں کی گود میں نہ آیا۔ خیال رہے کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان ہے کہ آپ کی بشارت بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہے۔ ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے: ”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بشر بالامام الشافعی فی الحديث: ولا تسبووا قریشاً فان عا لمها يملأ الارض علماً“

یعنی پیش کی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امام شافعی کی بشارت دی حدیث میں ہے قریش کو برانہ کہو کہ بے شک ان کا عالم زمین کو علم سے بھردے گا۔ سبحان اللہ! وہ جس کی بشارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عطا فرمائیں، وہ جس نے زمین کو علم سے بھردیا، ہی ذات ہمارے امام مرشد الانام منع الفیوض والا کرام حضرت امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی بارگاہ عالیٰ میں یوں مدح خواں ہے کہ نقہ میں سب لوگ امام عظیم کی اولاد پیش کیے جائیں۔

ہاں ہاں! وہی امام شافعی جنہوں نے زمین کو علم سے بھردیا۔ امام الائمه حضرت امام عظیم کی بابت علیٰ الاعلام فرمائیں کہ ہمارے امام سے زیادہ صاحب عقل و فراست عورتوں کی گود میں نہ آیا۔

اور ”طبقات حنفیہ“ نیز ”تبیض الصحیفہ“ وغیرہ میں ہے کہ: ”قال الامام مالک

حَبِيبُ سَلَّى عَنْهُ أَبِي حَنْيفَةَ رَأَيْتَهُ رَجُلًا لُوكِلْمَكْ فِي هَذِهِ السَّارِيَّةِ
اَنَّهَا ذَهَبَ لِقَامَ بِحَجَّتِهِ ”

یعنی جب حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت امام عظیم کی شان پوچھی
گئی تو فرمایا وہ تو ایسے علم و فضل و مکال والے ہیں اگر تجوہ سے گفتگو میں اس کھبے کفر مادیں کہ
سو نے کا ہے تو دلائل سے ثابت بھی فرمادیں گے۔ یہ وہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی
جن کی بشارت بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائی۔ ”تبیض
الصَّحِيفَةِ“ میں ہے :

”اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرَ بِالْاَمَامِ مَالِكَ فِي
حَدِيثٍ : وَيُوَشِّكُ عَنْ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسَ اَكْبَادَ الْاَبْلَى يَطْلَبُونَ الْعِلْمَ
فَلَا يَجِدُونَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالَمَ الْمَدِينَةِ“

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت امام
مالک کی بشارت دی کہ عنقریب لوگ انہوں پر سفر کر کے علم طلب کریں گے تو عالم مدینہ منورہ
سے زیادہ علم والا کسی کو نہ پائیں گے۔ ہاں ہاں اور عالم مدینہ حضرت امام مالک جن کے علم
کا وبدبہ چہار انگ عالم میں رہا وہ ہمارے امام کے یوں مدح سرا ہوئے کہ میں نے ایسی علم
فضل و مکال والی شخصیت دیکھی کہ اگر تجوہ سے فرمادیں کھبے کو کہ سو نے کا ہے تو دلائل و برائین
سے ثابت بھی فرمادیں گے۔

”الْخَيْرَاتُ الْحَسَانَ“ میں امام ابن حجر عسکری شافعی لکھتے ہیں :

”قَالَ لَهُ ابْنُ شَبَرْمَةَ عَجَزُتُ النِّسَاءَ اَنْ يَلْدُنَ مَثْلَكَ مَا عَلَيْكَ
فِي الْعِلْمِ كَلْفَةٌ وَقَالَ ابُو سَلِيمَانَ كَانَ ابُو حَنْيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
عَجِيْأً مِنَ الْعَجَبِ وَأَنْمَاءِ رَغْبَةِ عَنْ كَلَامِ مَنْ لَمْ يَقُولْ عَلَيْهِ“

یعنی ابن شبرمہ نے امام سے کہا عورتیں آپ کا مثل پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ آپ
کو علم میں ذرا بھی تکلف نہیں۔ اور ابو سلیمان نے فرمایا ابو حنفیہ ایک حیرت انگیز شخصیت
تھے۔ ان کے کلام سے وہی اعراض کرتا ہے جسے اس کی قدرت نہیں ہوتی۔

”تبیض الصحیفہ“ میں ہے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: ”لولان اللہ عزوجل اعانی بابی حنیفة وسفیان کنت کسائی الناس“ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابوحنیفہ اور حضرت سفیان سے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ اور اسی میں ہے کہ:

”قیل للقاسم بن معین بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود: ترضی ان تكون من غلمان ابی حنیفة قال لا جلس الناس

الى احیٰ انفع من مجالسة ابی حنیفة“

یعنی قاسم بن معین بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ تم ابوحنیفہ کے شاگرد اور خادم بنے پر راضی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کو کسی ایسے آدمی کے پاس بیٹھنا نصیب نہ ہوا جس کی صحبت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے زیادہ نفع پہنچانے والی ہو۔

نیز اسی میں ہے:

”عن محمد بن بشیر قال: قلت اختلف الى ابی حنیفة والى سفیان فاتق ابا حنیفة فيقول: من این جئت؟ فاقول من عند سفیان فيقول: لقد جئت من عند رجل لوان علقة الاسود حضر الاحجاج الى مثله فاتق سفیان فيقول: من این جئت؟ فاقول: من عند ابی حنیفة فيقول: لقد جئت من عند رجل افقه اهل الارض“

کہ محمد بن بشیر سے مروی ہے انہوں نے کہا میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ تو میں حضرت ابوحنیفہ کے پاس حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا حضرت سفیان کے پاس سے! آپ نے فرمایا تم ایسے کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقہ واسود حاضر ہوں تو یقیناً سفیان جیسے کے محتاج ہوں، پھر میں حضرت سفیان کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہاں سے آئے؟ میں نے کہا حضرت ابوحنیفہ کے پاس سے! تو کہنے لگے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو

زمین والول میں سب سے بڑا فقیہ ہے۔

امام المسنون علیحضرت قبلہ فاضل بریلوی قدس سرہ القوی ”اعظم الموبی“ میں

فرماتے ہیں:

” خود اجلہ آئمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے مدارج رفیع حدیث کو موافقین و مخالفین مانے ہوئے ہیں۔ امام مرنی تلمیز جلیل امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: هو اتبع القوم للحدیث“ (وہ سب قوم سے بڑھ کر حدیث کے پیروکار ہیں) امام احمد بن حنبل نے فرمایا منصف فی الحدیث (وہ حدیث میں منصف ہیں) امام تیکی بن معین نے باں تشدید فرمایا: لیس فی اصحاب الرأی اکثر حدیثاً ولا ثبت من ابی یوسف“ (اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی معمتم ہے)

نیز فرمایا: ”صاحب حدیث و صاحب سنۃ“ (وہ صاحب حدیث اور صاحب سنت ہیں)۔ امام ابن عدی نے ”کامل“ میں کہا: لیس فی اصحاب الرأی اکثر حدیثاً منه (اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ بڑا کوئی محدث نہیں)

امام عبد اللہ ذہبی شافعی نے اس جانب کو حفاظ حدیث میں شمار اور کتاب ”تذكرة الحفاظ“ میں بعنوان ”الامام العلامۃ فقیہ العراقین“ ذکر کیا۔ یہ امام ابو یوسف بایں جلالت شان حضور سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: ”ما خافتہ فی شی قط فتدبر تھے الارأیت مذهبۃ الذی ذهب الیه انجی فی الآخرة وکنت ربما مللت الی الحدیث فكان هو ابصر بالحدیث الصحیح منی“ (کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلہ میں امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلاف کر کے غور کیا ہو۔ مگر یہ کہ انہیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہ نجات پایا۔ اور بارہ ہوتا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیث صحیح کی نگاہ رکھتے تھے)

نیز فرمایا: امام جب کسی قول پر جزم فرماتے میں کوفہ کے محدثین پر دورہ کرتا کہ

وکیمیوں ان کی تقویت قول میں کوئی حدیث یا اثر پیاتا ہوں۔ بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا ان میں سے کسی کو فرماتے صحیح نہیں کسی کو فرماتے معروف نہیں۔ میں عرض کرتا حضور کو اس کی کیا خبر؟ حالانکہ یہ تو قول حضور کے موافق ہے؟ فرماتے: میں اہل کوفہ کا عالم ہوں۔ (الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی) یہ سب اقوال ان اجلہ محدثین وفقہار کے ہیں جن میں سے بجائے خود کوئی علم فضل کا آنفتاب ہوا تو کوئی اُسی آنفتاب سے ایسا منور ہوا کہ ماہتاب ہوا۔ پھر بھی ہر ایک ہمارے امام کا مدارج ہے۔ تعریف بے جا کا یہاں کچھ دخل ہے اور نہ فرط محبت میں غلوکا گذر ہے۔ شہر بھی وہ علمی کہ جس کا نام کتابوں میں ضرب المثل ہوا۔ کہیں صرفت من البصرة الی الكوفة ملے گا، تو کہیں بصری ایسا کہتے ہیں اور کوئی ایسا قول کرتے ہیں لکھا کہ گا۔ اور زمانہ بھی وہ کہ جسے خیر القرون قرنی ثم بعدی کا تغمذا ہا۔ بایں سبب ہمارے امام قدس سرہ المقام مرتبہ تابیع پروفائز المرام ہوئے۔ کہ اور اما مول کو یہ مرتبہ نہ ملا۔ ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے:

”قال ابن حجر لانه ولد بالکوفة سنة ثمانين من الهجرة و بها يومئذ من الصحابة عبد الله بن أبي او في فانه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة يومئذ انس بن مالك ومات سنة تسعين وبعد ها وقد اورد ابن سعد بسند لا يأس به ان ابا حنيفة رأى انسا وكان غير هذين من الصحابة بالبلاد احياء فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحلام من ائمة الامصار المعاصرین له“

یعنی ابن حجر نے کہا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو فیں شھیہ میں پیدا ہوئے۔ اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی او فی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انہوں نے اس کے بعد اتفاقاً فرمایا اس پر اتفاق ہے۔ اور بصرہ میں صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ کا وصال شھیہ میں یا اس کے بعد ہوا۔ اور یقیناً ابن سعد نے ایسی سند سے بیان کیا ہے جس میں کوئی سقم نہیں کہ بے شک حضرت امام ابوحنیفہ نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دو حضرات صحابہ کے علاوہ اور حضرات صحابہؓ بھی اور شہروں میں موجود تھے تو حضرت امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ البنت تابعین سے ہیں اور یہ شرف و فضل آپ کے ہم زمانہ اماموں میں سے کسی کے لئے ثابت نہ ہوا۔

اس سب پر مستزرا ذہب و درع تقویٰ و طہارت کا یہ عالم کہ چالیس سال عشار کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ پوری رات قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ بلکہ ایک ہی رکعت میں قرآن پاک مکمل فرماتے۔ راتوں میں جب خشیت الہی سے گریہ وزاری فرماتے تو آس پڑوں کے افراد جمع ہوجاتے۔ جس جگہ و مقام پر انتقال فرمایا اس جگہ ستر ہزار بار قرآن پاک ختم فرمایا تھا۔ ”تبیین الصحیفہ“ میں ہے:

”صلی ابوحنیفۃ فیما حفظ علیہ صلاۃ الفجر بوضو العشاء
اربعین سنۃ و کان عامۃ اللیل یقر جمیع القرآن فی رکعة واحده
و کان یسمع بکاؤہ فی اللیل حتی یرحمہ جیرانہ و حفظ عنہ انه ختم
القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعین الف مرة“

یعنی امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے چالیس سال عشار کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے۔ اور عموماً رات میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ اور خشیت الہی سے رات میں آپ کے رونے کی آواز ایسی سنی جاتی کہ پڑوسیوں کو حرم آتا تھا۔ اور امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات بھی لوگوں کو بہت یاد ہے کہ جس جگہ امام عظیم ابوحنیفہ کا انتقال ہوا اسی جگہ امام نے ستر ہزار قرآن پاک ختم کئے تھے۔

وہ وہابیہ غیر مقلدین دیکھیں جو ابن تیمیہ و ابن قیم، ابن عبدالوہاب نجدی اور شوکانی و بھجوپالی و شمار اللہ کو دین دھرم دے بیٹھے۔ اور غیر مقلدیت کا شور مچاتے ہوئے ان کے ایسے زبردست مقلد ہوئے کہ دم بھر بھی ان کے دام تزویر سے چھٹکارہ نہیں۔ پھر مقلد ہوئے بھی تو کس کے؟ ”آنکس کہ خود گم است کراہ بری کند“۔ اور کس کے دامن اقتدار کو چھوڑ کر معرض ہوئے وہ جو بقول حضرت امام اعمش صرف دو فروٹ نہیں کہ ادویہ کی تو کثرت ہے مگر نہیں معلوم کہ کون سی دوا کس لئے استعمال ہوتی ہے۔ اور نہ محسن بنا پس و طبیب کہ علاج جانتے مگر دوانہیں

رکھتے نہیں نہیں !! بلکہ اخذت بکلا الطرفین حدیث اور فقہ دونوں کنارے حاصل کرنے۔

سبحان اللہ! خادم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُنس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے شاگرد حضرت امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کہیں کہ ہمارے امام قدس سرہ المقام نے حدیث اور فقہ دونوں کنارے حاصل کرنے اور وہابیہ غیر مقلد بولیں کہ امام اعظم ابو حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حدیث سے کوئی واسطہ نہیں۔ خیروہ غیر مقلدین جوان گم گشتگان راہ کے ہمراہ ہو کر گمراہ ہوئے ان کی کیا کہیں، ہاں ان احبلہ محدثین فقہاء، اکابر علماء والیار کی سین جنہوں نے ہمارے امام قدس سرہ المقام کی مرح و شناسیں نگارشات کے کیسے کیسے در دعاں، لعل یکن، مشک ختن چھوڑے ہیں۔ کہ آج تک یونہی چمک رہے ہیں، دمک رہے ہیں اور مہک رہے ہیں۔ دیکھئے غازی اہلسنت مفتی بمبئی حضرت محبوب ملت قدس سرہ ”قدرو منزلت تقیدی“ میں فرماتے ہیں:

سبط ابن الجوزی نے مناقب امام اعظم میں ”الانتصار لامام ائمۃ الامصار“ لکھی جو دھنیم جلدیں میں ہے۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے ”تبییض الصحيفة فی مناقب ابی حنیفة“ تصنیف کی اور علامہ حافظ ابن حجر نے ”الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان“ تحریر فرمائی۔ اور علامہ یوسف بن عبدالباری حنبل نے مجلد کبیر میں حضرت امام اعظم صاحب کے فضائل بیان کئے اور اس کا نام رکھا ”تنویر الصحيفة فی مناقب الامام ابی حنیفة“ اور حبار اللہ زمخشری نے ”شقائق النعمان فی مناقب النعمان“، اور شیخ محبی الدین حنبلی نے ”البستان فی مناقب النعمان“ اور علامہ ابن کاس نے ”تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان“ اور امام جعفر امام مزنی شافعی کے بھانجے نے ”عقود الجہان فی مناقب النعمان“ جیسی ذیشان کتابیں تصنیف فرمائیں اور اسی طرح

”معدن الیاقیت البلتیعہ“ اور ”سقدالمرجان“ اور ”قلائد عقود الددر والعقیان“ اور ”الروضۃ العالیۃ المبینۃ“ اور ”المواہب الشریفۃ“ اور ”فتح المنان“ اور ”عقود الجواہر المبینۃ“ اور ”المنہج المبین“ وغیرہم بے شمار کتابیں اکابر محدثین وائمه محدثین و اجلہ علمائے دین و اعاظم محققین متقدمین و متاخرین کی مناقب و محدث حضرت امام اعظم میں شائع ہیں۔ اور یہ فضائل مناقب و محدثان حضرات نے سند صحیح کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ فا الحمد لله رب العالمین۔
(قدر و منزلت تقلید)

آپ کا تدبیر اور حکمت کے علاوہ حد ادب بھی اس پائے کا تھا کہ متاخرین کیلئے مشعل راہ اور ونجات بناء۔ ”الخیرات الحسان“ میں ہے:

”سُئلَ عَنْ عَلَى وَمَعَاوِيَةَ وَقُتْلَى صَفَيْنَ فَقَالَ : إِخَافَ عَنْ أَقْدَمِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى شَئِيْ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَلَوْسَكَتْ لَمْ اسْأَلْ عَنْهُ بَلْ عَمَّا كَلَفْتْ بِهِ فَالاشْتَغَالُ بِهِ اولیٰ“

یعنی کسی نے آپ سے حضرت علی و امیر معاویہ مقتولین صفين رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا جواب لے کر جاؤں جس کے بارے میں مجھے سے سوال ہو اور اگر میں حنا موش رہتا ہوں تو اس سے سوال نہ ہوگا۔ تو جس کے ساتھ میں مکف ہوں اس میں مشغول رہنا بہتر ہے۔

سبحان اللہ! وہ جس کے علم کے علوکی گواہی حضور افتاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلمہ و سلم دیں وہ تو ان مسائل میں یہ فرمائیں۔ اور آج کل وہ جو نیم مولوی بھی نہیں ان سے اگر کوئی ان جیسے مسائل دریافت کرے تو سکوت کو اپنی ہجو تصویر کرتے ہیں۔ نہیں! بلکہ بغیر پوچھئیں میں مشغول رہتے ہیں اور اس شغل تحقیق کا نام دیتے ہیں۔ صاحبو! مسائل میں جن کے مقلد بھیں حکمت و دانائی اور ادب میں بھی ان کی پیروی کرتے تو کیا یہی خوب ہوتا۔ کہ یہ

عمل سبب نجات و بخشش ہوتا۔

آپ کے وصال کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر مکی ”الخیرت الحسان“ میں فرماتے ہیں:

”ان المنصور طلبہ للقضاء و ان یکون قضاۃ بلا الاسلام
من تحت امرہ فامتنع فحل و غلظ ان لم یفعل لیحبسنہ و
لیشدن علیہ فامتنع فحبسہ و کان یرسل لة ان احبت الاخلاص
فاقبل فیمتنع ولما شد الامتناع امران یخرج کل یوم فیضرب
عشرة اسواط وینادی علیہ فی الاسواق فاخراج و ضرب ضرباً
موجعاً حتی سال الدم علی عقبیہ و نودی علیہ و هو کذالک فی
الاسواق ثم اعیداً الى الحبس وضيق علیہ تضییقاً شدیداً حتی فی
مائکله ومشربه ثم فعل به ذلك الضرب الشديد والبدأ فی اليوم
الثانی والثالث ثم هکذا فی عشرة ایام فھینئذ بکی واکسا لدعاء
فتوفی بعد خمسة ایام“

یعنی خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضائیے طلب کیا اور اس کی خواہش تھی کہ جملہ قضاء اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کروں گا۔ اور نہایت سخت برتاب کروں گا۔ جب آپ نے انکار فرمایا تو اس نے آپ کو قید کر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں تو عہدہ قضائیوں کیجیے۔ آپ انکار فرماتے رہے۔ جب آپ نے انکار شدید کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں اور ہر روز دس کوڑے مارے جائیں۔ اور بازاروں میں ان کی تشویہ ہو۔ چنانچہ ایک دن آپ تک لے گئے اور بہت ہی دردناک مار آپ پر پڑی۔ یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا۔ اسی طرح سر بازار آپ کی تشویہ کی گئی۔ پھر قید خانہ و اپس بھیج گئے۔ اور کھانے پینے میں نہایت ہی تنگی کی گئی۔ اسی طرح دوسرے تیرے دن ہوا۔ یوں ہی برابر دس دن تک رہا۔ تب آپ روئے اور

اور بارگاہ الہی میں دعا کی اس کے پانچویں دن آپ نے داعی اجل کو لیکر کہا۔ اللہ اکبر! خلیفہ وقت کے ذریعے دیئے گئے تمام بلا واسلا میہ کے قضاہت کا عہدہ ٹھکرا دیا۔ جس کی پاداش میں ظلم و ستم سے، کھانا پینا بند ہوا۔ تا آنکہ جان جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ اور اک ذرا حقیقت کے جھروکے سے حالات حاضرہ کو دیکھیں کہ اس سے کہیں ہلکے مجازی عہدے کے حصول کیلئے کیسے ناگفتہ بہ حالات ہیں۔ شہری، صوبائی اور ملکی قضی بنتے کیا کیا اختلافات نہیں ہوئے اور نہیں ہو رہے ہیں؟ بلکہ بعض مقامات پر تو ایک ہی علاقے میں دو یا اس سے زیادہ قضی رونما ہوئے اور قوم اختلافات کی آگ میں جھلس گئی۔ خیریہ ایک ایسا موضوع ہے کہ ”اگر خواہی سلامت بر کنارت“۔

”النیرات الحسان“ میں ہے:

”لَمَّا أَحْسَنَ بِالْمَوْتِ سُبْدَ فَخْرَجَتْ نَفْسَهُ وَهُوَ سَاجِدٌ“ کہ جب آپ نے اپنی وفات کا احساس فرمایا سجدہ کیا اور روح مبارک نے اس حالت میں مفارقت کی کہ آپ سجدے میں تھے۔

قابل غور ہے کہ شہزادہ رسول، جگر گوشہ بتول، شہنشاہ نوجوانان جناں امام عالم مقام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کیسا فیض خاص تھا کہ مقام وفات کوفہ ہے۔

ظلم و ستم بھی ہے اور کھانا پانی بھی بند ہے۔ پھر حالت سجدہ ہی میں انقال فرمایا۔

اسی میں ہے: لِمَادْفَنَ أَبُو حُنْيَفَةَ سَمِعَ صَوْتاً فِي الْلَّيلِ ثَلَاثَ لِيَالٍ

یقول:

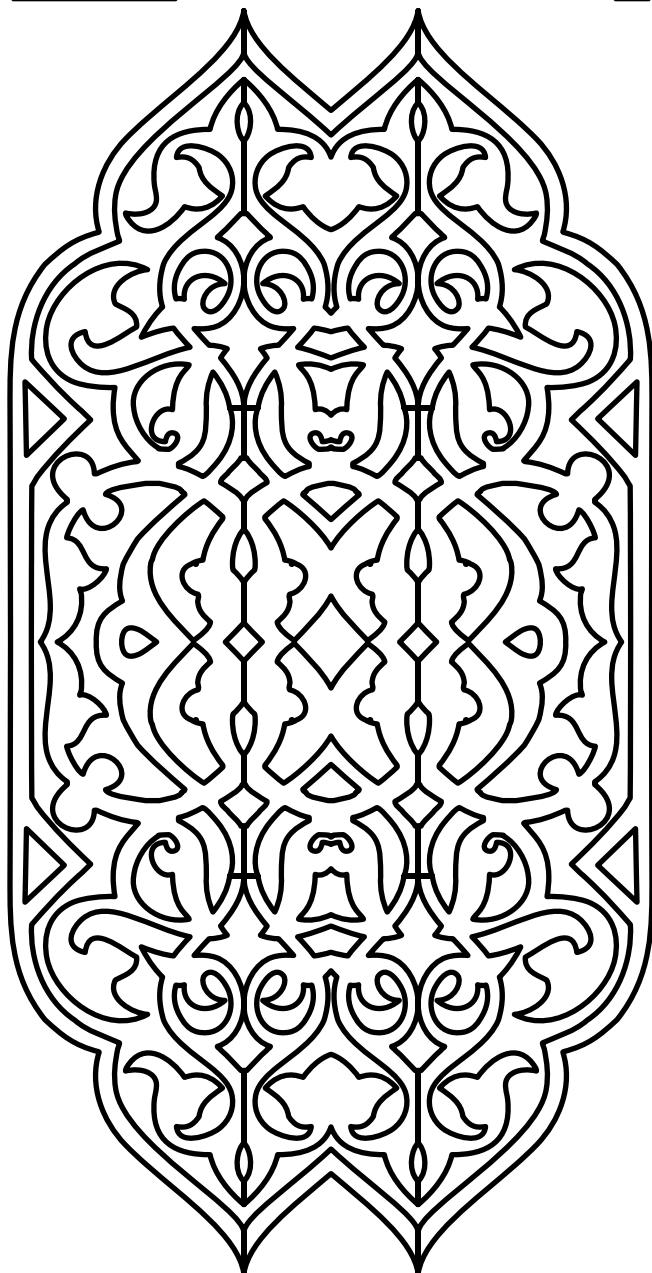
ذهب الفقه فلا فقه لكم فاتقوا الله وكونوا خلفا
مات نعمان فمن هذالذى يحيى الليل اذا ما سجفا
کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فون کیا گیا تو تین راتوں تک نداۓ غیبی
سے گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے:

”فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فتنہ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے خلف بنو امام ابوحنیفہ نے انقال کیا تو کون ہے اس رتبے کا جوشب کو عبادت کرتا ہو جب تاریک ہو جائے۔“

مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب شافع محدث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے و طفیل ہمیں اپنے امام کے طریقے پر حصلے کی توفیق عطا فرمائے، مذہب حنفیہ اور مسلم رضویہ کا پابند بنائے۔ اور انہیں کے زمرے میں روز قیامت ہمارا حشر فرمائے۔
وَيَرَحُمَ اللَّهُ عِبْدًا قَالَ أَمِينًا۔

فقیر سگ بارگاہ مرشد

محمد فاران رضا خان حشمتی غفرلہ القوی
آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
۹ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۲۰۲۱ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الظِّيفِ عَلَى مَارِزَقْ وَانْعَمْ وَافْوَضْ امْرِي إِلَيْهِ فِيمَا قُضِيَ
وَابْرَمْ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَحَبِيبِنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٌ مِنْ
بِالنَّبِيَّةِ تَقْدِمْ وَانْزَلْ عَلَيْهِ وَعِلْمُكَ مَالِمَ تَكْنُ تَعْلَمْ
وَعَلَى أَهْلِهِ وَاصْحَابِهِ الْمُوْفِينَ بِالْعَهْوَدِ وَالذَّمَمِ

اما بعد

فَقِيرٌ حَقِيرٌ سَرَا پَا تَقْصِيرٌ كَفْشٌ بِرْ دَارِ عَلَمَرِ الْمَسْنَتِ ابو الْفَقْرِ مُحَمَّدُ عَلِيِّخَلِیٰ سَنِیٰ
حَنْفِی قَادِرِیٰ بِرْ كَاتِیٰ رَضُویٰ مَجْدِیٰ لَكَھنُویٰ غَفرَلَهُ اَبْنَ عَالِیِّجَنَابٍ مَعْلَیٰ الْقَابَ ابو الْحَفَاظِ جَنَابٍ
مَسْطَابَ مَحْمُوْنَوَابَ عَلِيِّخَلِیٰ اَبْنَ مُحَمَّدِ حَيَّاتِ خَالِیٰ مُحَمَّدِ سَعَادَتِ خَالِیٰ اِمِیَّھُویٰ ثُمَّ لَكَھنُویٰ عَلِیِّبَمِ رَحْمَةِ
الْأَوَّلِ حَضَرَاتِ الْمَسْنَتِ وَجَمَاعَتِ كَثَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَیٰ وَإِدَهُمُ کَیِ خَدَمَاتِ عَالِیَّهِ مِنْ عَرْضِ رَسَا
ہے کہ یہ مُخْتَصِرٌ مُضْمُونٌ مَگَرْ تَحْقِيقِیٰ حَضُورٌ پُرْ نُورِ اَمَامِ الْاَئِمَّهِ سَرَاجِ الْاَمَمِ كَاشِفِ الْغُمَّ سَدِّنَا اَمَامِ اَعْظَمِ
ابو حَنْفِیَهِ نَعْمَانَ بْنَ شَابِّتَ کَوْنِیٰ رَضِیَ اللَّهُ تَعَالَیٰ عَنْهُ وَارْضَاهُ عَنَا کَیِ ذَاتِ وَالاَصْفَاتَ کَوْ عَظَمَتْ
وَشُوكَتْ وَشَانَ وَرَفَعَتْ کَے سَاتِھِ پَیْشِ کَرْنے کَے لَئِے مَرْتَبَ کَیا ہے۔ کیونکَہ نِچَرِ یوں وَہَا یوں
غَيْرِ مَقْلُدوں نَزَ زَمانَ کَیِ بَقْلَمُونَیٰ سَے فَانْدَهَا اَٹھَاتَے ہوئے آزادِی اوْر پَلَپَلے پِنْ کَوْ دَیْکَہ کَرْ
حَضَرَتِ سَدِّنَا اَمَامِ اَعْظَمِ رَضِیَ اللَّهُ تَعَالَیٰ عَنْهُ کَیِ ذَاتِ بَارَكَاتِ پَرْ جَوْحَلَے کَلَنَے بَیْنَ اَهْلِ عَلَمِ سَے
پُوشِیدَهُ نَہِیں۔ کَہیں زَبرِ دَسَتِیٰ روَايَتِ مِنْ کَلامِ اوْر شَهَرَتِ کو سَلَامُ اوْر تو اَتَرِ کا انْعَدَامِ لَہَنْدِ اَقْبَولُ
سَے اَنْكَار۔ مَگَرْ هَرِ نِچَرِ یوں اَوْر وَہَا یوں کَوَآپِنے صَحِیحَ النَّسْبَ ہوَنَے کَے لَئِے صَرْفِ اَکِیْلِیِ مَانِ کَیِ گَواہِی
کافی اوْر صَرْفِ اَیَکِ مَانِ کَیِ گَواہِی پَرَآپِنے صَحِیحَ النَّسْبَ ہوَنَے کَا اَقْرَار۔ اوْر زِیادَهِ تَرَأْنُ لَوْگُوں
کَوَ وَہَا بِیَہِ دَیْوَنَدِیَہِ سَے مَدْبَپَھَنِیَہِ۔

کیونکَہ دَیْوَنَدِیَہِ نَزَ حَضَرَاتِ اَنْبِيَا کَرَامَ عَلَیٰ نِبَيَّنَا عَلِیِّبَمِ اَصْلَةُ وَالسَّلَامُ کَمَعْجَرَاتِ
کَا اَنْكَارِ کَیَا۔ جَیْسَا کَہ ”فَتاوَیٰ گَنْوَهِیَہ“ تِیْسِرِ اَحْصَهِ صَفحَهِ ۲۳۷ پَرِ صَافَ لَکَھَا کَہ جَادُوْگَرِ کَا جَادُوْ اَوْر بَھَان
مَتَّیِ مَدَارِیِ کَا تَمَاثَلَانِیِ کَ مُحَبَّزَ سَے زِیادَهِ کَاملُ اَوْر زِیادَهِ قَوَیٰ ہوتَا ہے۔ اوْر اَوْ لَسِیَار
کَرَامُ اَوْ رَأْنَ کَیِ کَرَامَتُوں کَا اَنْكَارِ کَیَا۔ لَہَذَا اَنَّ کَوْ بَھِی جَرَأَتْ ہوئَی۔ وَالْعِيَادَ بِاللَّهِ تَعَالَیٰ۔

پیارے مسلمانوں! ان دشنا مبارکوں، محبتِ مصطفیٰ کے چوروں، عظمتِ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ڈاؤں کوں کے حال پر چھوڑیئے، جائیں اپنے مقروکو۔ آپ تو اپنے امام ہام سیدنا اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک جلوے دیکھئے۔ اس محبت میں فقیر آپ حضرات کو بعض تلامیذ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سنانا اور ان کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جب اکابر محدثین و حفاظ حدیث و مدعاوں اجتہاد حضرت سیدنا امام اعظم کی شاگردی پر نزاں ہیں اور اس شرف تلمذ کے حاصل ہونے کی بنا پر اپنے سرفتخدا کو بام فلک تک پہنچا رہے ہیں تو وہ ذات بارکات کیسی عظمت شان والی ہوگی۔ جس کی شاگردی محدثین نہیں بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث جیسی ہستیوں نے کی۔ کیا اس ذات کی حدیث دانی یا تفسیر و معانی و ادب و فلسفہ و منطق و کلام صرف دنخوتاریخ وغیرہ غرضیکہ کسی فن کسی علم میں ورع و تقویٰ میں کسی قسم کی خامی یا خرابی ہوگی؟ ہرگز نہیں، ممکن نہیں!۔

حضرات اہل عدل و انصاف سے امید ہے کہ بغوائے ارشاد حضرت مولی مشکلکشا علی مرتفع اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ کہنے والے کوئی دیکھ بلکہ اس کے قول کو دیکھ کر وہ کس شان کا ہے۔ فقیر کی کچھ بیانی اور تیکچ مدانی پر نہ جائیں۔ بلکہ اس مختصر کو ملاحظہ فرمائی خطاط نے نقیر کو آگاہ فرمائیں۔ اور دہن کرم میں چھپائیں۔

یہ بھی عرض کردوں کا اس مختصر کے لکھنے کا مقصد صرف دفاع ہے یعنی دشمنانِ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حملوں کا دفاع کرنا اور بس۔ مسلمان بھائی اس بات کو معلوم کر لیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جہاں درس دیتے تھے وہ کوئی کوئی کوئی خالوت خاندنا تھا۔ بلکہ وہ شہر جواہل عسلام کی آما جاگاہ تھا اس کی جامع مسجد میں ہزاروں محدثین و حفاظ و مدعاوں اجتہاد کی موجودگی میں کھلے بندوں یہ حلقة ہوتا۔

جبیسا کہ ابراہیم ابن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور اہل مشرق و مغرب کا ہجوم ہے۔ وہ مسائل پوچھتے جاتے ہیں اور آپ جواب دیتے جاتے ہیں۔ اور پوچھنے والے معمولی لوگ نہیں بلکہ خیار الناس

اور فقہا تھے۔

حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اعشش سے کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو اکثر فرماتے کہ ابوحنیفہ کے حلقة میں جاؤ ان کے یہاں جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ لوگ مباحثہ کر کے اُس کو نہایت روشن کر دتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ کس قدر مستند و معتبر حلقة درس تھا کہ حضرت اعشش جیسے حلیل القدر استاد الحدیثین اُس کی توثیق کر کے سائلین و طالبین حق کو وہاں جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے تو کتنا عظیم الشان مجمع آپ کے حلقة میں ہوتا ہوگا۔ پھر ایسے بزرگ محدثین کی شہادتوں کے مقابل یہ کہنا کہ ابوحنیفہ رضی اللہ علیہ عنہ نے حدیثوں کی مخالفت کی ہے ان محدثین پر کچھی الزام لگاتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے بھی اس مخالفت حدیث میں حصہ لیا اور اُس کی تائید کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ مسعود بن کدام رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے۔ اور جب بیٹھتے تو آپ کے سامنے بیٹھتے۔ اور شاگردوں کے مثل سوال اور استفادے کرتے۔ امام موفق اور سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت مسعود بن کدام وہ شخص تھے کہ حفظ اور زبد میں اہل کوفہ کو ان سے فخر حاصل تھا۔ اور اکابر محدثین اور خود امام صاحب کے بھی استاد تھے۔

اب فرمائیے کہ جب ایسے ایسے استاد الحدیثین امام عظیم رضی اللہ علیہ عنہ کے حلقة درس میں شاگردوں کی مثل بیٹھتے ہوں گے تو اس حلقة کی عظمت و وقت کس درجہ مسلمانوں کے مستلوب میں جا گزیں ہوتی ہوگی۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کوفہ کے اوتاد چار ہیں۔ سفیان ثوری اور مالک ابن مغول اور داود طائی اور ابو بکر نہشانی اور یہ چاروں امام عظیم ابوحنیفہ کے حلقة درس میں بیٹھے ہیں۔ یعنی شاگردوں ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ علیہ عنہ کے حلقة درس میں بیٹھے ہیں۔ اور ان سے مسئلے سننے اور لکھنے ہیں۔ جب میں ان کی طرف دیکھتا تو ان کے چہرہ اُقدس سے صاف ظاہر ہوتا کہ خدا کا ذر اور خوف ان کو بہت ہے۔

نوح بن مریم فرماتے ہیں کہ میں امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی صحبت اور حلقہ میں بیٹھا ہوں۔ ان کے بعد میں نے ان کا مثل و نظیر نہیں دیکھا۔
ابونعیم فرماتے ہیں لوگ طوعاً و کرہاً امام صاحب کی خداداد قابلیت کو دیکھتے ہوئے مطیع و منقاد ہوتے جاتے تھے۔ اور آپ کے یہاں جو جموم رہتا تھا دن بھر اور رات کے کچھ حصے میں وہ منقطع نہیں ہوتا تھا خواہ آپ مسجد میں ہوں یا مکان میں۔

حضرت مسخر بن کدام فرماتے ہیں امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس میں لوگوں کا جموم اور ہنگامہ رہا کرتا تھا۔ کوئی سوال کر رہا ہے اور کوئی مناظرہ کر رہا ہے۔ مگر اس عظیم الشان مجمع اور اس گڑبرڑ میں جب حضرت امام صاحب تقریر فرماتے تو سب پراوس پڑ جاتی۔ اور سب خاموش ہو جاتے۔ لکھا ہے کہ اس وقت حضرت مسخر فرمایا کرتے تھے کہ اتنے بلند آوازوں کو جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالیٰ ساکت و صامت کر دیتا ہے وہ یقیناً اسلام میں ایک بڑا عظیم الشان شخص ہے۔

ان تمام روایات اور ان جیسی دیگر روایات سے ظاہر ہے کہ مسجد حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ سے بھری رہتی تھی۔ ان جملہ شہزادوں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت سیدنا امام عظیم کا حلقہ طالبین کمال سے مالا مال رہتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اکثر محدثین و حفاظ و اہل کمال کا مجمع رہا کرتا تھا۔ مختصر اثبوت ملاحظہ ہو۔

متعدد روایتوں سے ثابت ہے کہ اکابر دین حضرات محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثلاً حضرت مسخر بن کدام و عبد اللہ بن مبارک و بیکی بن معین و کفی بن ابراہیم و مقاتل بن حیان و فضل ابن موسی و جریر بن حازم و جریر بن عبدالحمید و قاسم بن معن و ابو یوسف و محمد بن حسن وزفر و دطفانی و شفیق بخشی و مالک بن دینار وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغرض استفادہ حضرت امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں یہ حلقہ ہوا کرتا تھا وہ گوشہ تہائی نہ تھا بلکہ اکثر یہ حلقہ مسجد میں ہوا کرتا تھا۔ کہ جہاں اہل شہر اور مسافر اور خاص کر اہل علم حضرات بے روک ٹوک چلے جاتے تھے۔ پھر یہی ملاحظہ ہو کہ مسجد بھی کس شہر کی جس میں محدثین کرام اپنا آنا ضروری

جانتے تھے۔

چنانچہ امام محمد بن خاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دوسرے شہروں میں میں ایک ایک دو دو بار گیا۔ مگر کوفہ کو محدثین کے ساتھ اتنی مرتبہ گیا کہ اُس کی یاد نہیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حضرات حلقہ نشین ایسے نہ تھے جو فون حدیث کی طلب کرنے والوں پرخی ہوں۔ کونکہ خزانہ حدیث کا بڑا عظیم حصہ انہیں حضرات کے یہاں موجود تھا۔ جس کی طلب میں محدثین کو فوکو جاتے آتے تھے۔ اب غور فرمائیے کہ جو ق حوق، جماعت محدثین بلا وام صار اسلام میں سے جب کوفہ آتے ہوں گے اور اُس حلقہ مقدس مبارک امام اعظم کی کیفیت خود دیکھ لیتے ہوں گے کہ اکابر دین حضرات محدثین زانوئے ادب تھے کئے سر نیاز جھکائے حضرت سیدنا امام اعظم کے رو برو بیٹھتے ہیں اور حضرت سیدنا امام اعظم کی پر زور تقریروں پذیر دریا کی مانند امنڈر ہی ہے کہ موافق و مخالف کسی کو مجال دم زدن نہیں ہے۔ تو کیا یہ ایسی بات تھی جس پر عقیل فہیم انسان توجہ نہ دے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں بے عقل و خرد تو اسی قدر جانتے اور سمجھتے ہوں گے کہ ایک میاں بھی مکتب میں یا زیادہ سے زیادہ استاد صاحب اپنے شاگردوں کو پڑھا رہے ہیں۔

مگر حضرات اہل علم کے نزدیک یہ بات ایسی تعجب خیز اور حیرت انگیز تھی کہ دنیا میں اُس کی مثل و نظیر نہیں ملتی۔ تو کیا ممکن ہے کہ ایسی عجیب و غریب بات کو دیکھ کر وہ صاحبان عقل و فہم بھول جائیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ جس جس شہر کے محدثین آکر یہ واقعہ دیکھتے ہوں گے یقیناً اپنے اپنے احباب و اصحاب کے سامنے اور جما بات سفر کے دوران بیان میں اس واقعہ عجیب کا بیان کرنا ضروری تر جانتے ہوں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چند ہی روز میں حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہت و حدیث و دروغ و تقوی خداداد قابلیت ولیاً قاتم اسلامی ممالک میں شہرت پزیر ہو گئی تھی۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ ان متواتر خبروں کو سن کر اور زمانہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب کا زمانہ جب کہ مسلمانوں کو تحصیل علوم و تکمیل کی خاص طور پر رغبت تھی۔ کیا طالبین حدیث و فقہ اور حضرات محدثین کو اس مقدس حلقہ کو دیکھنے اور اس میں شریک ہو کر مستفید ہونے کا شوق نہ پیدا ہوتا ہوگا؟ عقل سیم تو یہی گواہی دیتی ہے کہ یہ متواتر خبریں ان کو زبردستی کشاں کشاں اُس مقدس حلقہ میں ضرور ضرور لا تی تھی۔ پھر یہ کہ ہر ملک و

دیار بادا و امصار کے محدثین کرام نے حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تعریفیں کی ہیں وہ بہت ہیں۔ کیا ان تعریفوں کو سن کر ان لوگوں کو شرف باریابی دربار امام عظیم حاصل کرنے کا استیاق نہ ہوتا ہوگا؟ چند جملے یہاں اکابر محدثین کے حضرت سیدنا امام عظیم کی شان میں ملاحظہ ہوں۔

”ہم لوگ عطار ہیں اور آپ طبیب حاذق آپ کا ساد قیقه شناس عالم، عاقل، ذکری، صاحب فہم و صاحب حفظ دنیا میں نہیں ہے۔ آپ کا مثل اور توکیا طبقہ تابعین میں بھی نہیں دیکھا گیا۔ آپ کا مثل بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ آپ عسلم الناس اور ارفع الناس ہیں۔ کوئی عالم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس نے آپ سے مباحثہ کیا وہ مغلوب اور ذلیل ہوا۔ متفرق علم کے پاس جس قدر علم ہے وہ سب آپ کے پاس جمع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو علم قسم ہوا تھا وہ سب آپ کے یہاں ہے۔ زمانہ کے لوگ جس علم کے محتاج ہیں وہ آپ خوب جانتے ہیں اور جو علم آپ نہیں جانتے وہ بال جان ہے۔ آپ نے علم کی تجویز کی ہے وہ کسی سے نہ ہو سکی۔ مشکل مشکل حدیثوں کو جس طرح آپ نے حل کیا ہے کوئی نہ کر سکا۔ تمام علم اُ تفسیر حدیث میں آپ کے محتاج ہیں۔ آپ فتنہ اور فتویٰ میں موید ممن اللہ ہیں۔ آپ سید القهراء ہیں۔ جو شخص آپ کے حلقہ میں نہ بیٹھا وہ مفلس اور محروم رہ گیا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

اکابر محدثین و پیشوائے دین جس کی یہ مدد سرائی کریں کیا اُس کا مبلغ علم بقول غیر مقلدین وہا بیرونی بجذبیہ کل سترہ حدیثیں ہوگا؟ معاذ اللہ۔

انہیں امور کی شهرت کی بنا پر مستند اور متین محدثین کے نزدیک حضرت سیدنا امام عظیم ایسے باوجاہت و نیک نام تھے کہ موضوع حدیثوں کو واج دینے والے کہا کرتے کہ یہ روایت ابوحنیفہ سے ہمیں پہنچی ہے تاکہ حضرت امام عظیم کے وقار کی بنا پر کسی کو چون وچرا کرنے کا موقع نہ ملے۔

چنانچہ ”میزان الاعتداں“ میں ابن جعفر کے ترجیح میں ابن حبان کا قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

”ابن جعفر کی عادت تھی کہ مسجد جامع میں ساجی علیہ الرحمہ کے سامنے بیٹھ کر حدیثیں

بیان کرتا۔ ایک روز میں اُس کا سرمایہ حدیث معلوم کرنے کیلئے اس کے گھر گیا۔ اُس نے حدیثوں کا ایک ذخیرہ پیش کیا۔ اُس میں دیکھا کہ تین سو سے زیادہ حدیثیں امام عظیم رضی اللہ عنہ سے مردی ہیں۔ حالانکہ امام صاحب نے کبھی وہ روایتیں نہیں کیں۔ میں نے کہا۔ شیخ خدا سے ڈر اور جھوٹ مت بول۔ اس پر وہ بہت خفا ہوا آخر میں اٹھ کر چلا آیا۔ اور اسی میں احمد بن یعقوب کے ترجمہ میں حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ وہ حدیثیں بنا کر لوگوں میں روایت کرتا اور کہتا کہ یہ روایتیں مجھے ابوحنیفہ سے پہنچی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات محدثین کی جماعت میں مشہور و معروف اور مستند تھے۔ ایسے مقدار شخص کی نسبت محدثین کرام کے اساندہ کی چشم دید نہ کورہ بالا شہادتیں جب شہر آفاق ہوئی ہوں گی تو عقل سلیم ہرگز ہرگز نہیں قبول کرتی کہ ان کا اثر شاگردوں پر کچھ نہ ہوا ہو۔

یہ تدوسری بات ہے کہ بعض کم فہم طالب علم دقیق مضامین سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے اُس متبرک حلقة میں نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ ان سے ہمیں بحث نہیں۔ ہمارا کلام اُن حضرات محدثین میں ہے جو عقیل و فہیم و مستقل مزاج و ذکری و حق پسند و حق طلب تھے۔ جن کو حدیث کی باریکیاں سمجھنے اور اشکال احادیث کو حل کرنے کی ضرورت کا احساس تھا۔ وہ تو ضرور ضرور حضرت امام ابن ہمام سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقة میں شریک ہوتے اور حاسدین معاوندین کے قوال کو سمجھ لیتے تھے۔

مالحظہ فرمائیے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حاسدین نے طرح طرح سے بہکانا چاہا کہ یہ حضرت امام ہمام کے حلقة درس میں نہ جائیں۔ مگر انہوں نے کسی کی نہ سنی اور اس مقدس حلقة میں پہنچنے ہی گئے۔ اور حضرت سیدنا امام عظیم کے فیض صحبت کو دیکھ کر صاف صاف کہہ دیا کہ اگر ان سفہا کی باتوں کا میں یقین کر لیتا تو مغلس اور محروم رہ جاتا اور بازاری جاہل اور بدعتی ہو جاتا۔ اور طلب حدیث میں جس قدر محنت مشقت کی تھی اور مال صرف کیا تھا سب رائگاں ہو جاتا۔ یہ امیر المؤمنین فی الحدیث کافرمان والا شان ہے۔ پھر بھی طالبین حدیث و نقہ کو حلقة امام عظیم میں شریک ہونے اور استفادہ کرنے کا از حد اشتیاق نہ ہوتا ہوگا؟ ضرور ہوتا ہوگا۔ اور یہی توجہ تھی کہ فوج فوج جماعت جماعت محدثین آکر شریک حلقة

ہوتے اور استفادہ کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ حاسدین اور غنی طلبہ حضرت امام عظیم کے حلقة کے مخالف و دشمن تھے۔ اور طرح طرح سے افتراض یاں کر کے لوگوں کو آپ کے حلقة میں جانے سے منع کرتے تھے۔

مگر جو مستقل مزاج اور کمال کے طالب ہوتے وہ اکابر محدثین کی شہادتوں کے مقابل حاسدین کے قول کو لغو بے ہودہ سمجھ کرواقعہ کی تحقیق کیلئے ضرور حلقة میں جاتے۔ اور جاتے ہی پہلے پہل جب اُن کی نظر حضرت امام عظیم کے چہرہ انور پر پڑتی تو آپ کے تقویٰ اور خوف و خیانت الٰہی پر خود ان کے قلوب گواہی دیتے جس سے خالصاً لوجہ اللہ تیکمیل علم کرنے والوں کو یقین ہو جاتا کہ ایسے متقدی پرہیز گار با خدا شخص سے ناممکن ہے کہ دین میں کوئی بات خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی مرثی کے خلاف بڑھادیں۔ پھر جب آپ کی تقریر دل پذیر پر تنویر سننے تو نور علی نور کا مصدق ہو جاتا اور اگر بدایا میں بعض غواص تقریر سمجھنے میں قادر ہتے تو خیال کر لیتے کہ رفتہ رفتہ اُن کے سمجھنے کی بھی قابلیت واستعداد پیدا ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے کیا۔

غرضیکہ تمام ممالک اسلامیہ کے منتخب و حق پسند محدثین و ائمہ حدیث جن کی طبیعتوں میں استقلال اور مزاجوں میں تدین اور ذہنوں میں صفائی اور فہم میں رسائی تھی وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے مقدس حلقة میں شریک ہو کر تحقیق مسائل کے وقت اپنا علمی سرمایہ جو شہر بشہر اور قریبیہ پھر کر جمع کیا تھا پیش کیا کرتے۔

حضرت سیدنا امام ہمام امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقدرس میں یوں تو مسئلے پوچھنے کیلئے بکثرت جھلا اور شبہات رفع کرنے کے لئے طلب بھی آتے تھے۔ مگر یہ لوگ ارکان حلقة اور شاگردنیں سمجھے جاتے تھے۔ ارکان حلقة وہ حضرات شمار کئے جاتے تھے جو علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ اور تحصیل حدیث سے فراغت پا کر تعلقہ فی الدین کے لئے حاضر دربار امام ہمام ہوتے تھے۔ جیسے حضرت امام ابو یوسف و حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضرت

اماں عظیم کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد ہیں۔ مگر حدیث انہوں نے بھی حضرت امام صاحب سے نہیں پڑھی۔ کروڑی رحمہ اللہ نے ”مناقب“ میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی تحصیل ابو سعید اور سليمان عمش اور ہشام ابن عروہ اور عبد اللہ بن عمر المعمري اور حنظله بن ابی سفیان اور عطا ابن السائب اور لیث بن سعد وغیرہم رحمہم اللہ سے کی ہے۔ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسخر بن کدام اور ثوری اور عمرو ابن دینار اور امام مالک اور ابو عمار اوزاعی اور زمعہ بن صالح اور بکر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے تحصیل حدیث کی ہے۔ اور کوچ کا قول نقل کیا ہے کہ تحصیل حدیث کے زمانہ میں ہم ان کے ساتھ چنان پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت خوبصورت لڑکے تھے۔

غرضیکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ان حضرات نے حضرت سیدنا امام عظیم سے تحصیل حدیث نہیں کی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں ہم جھوٹ کہیں نہ کہیں گے فتنہ میں ہمارے امام امام عظیم ابوحنیفہ ہیں اور حدیث میں حضرت سفیان۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ انہوں نے حدیث باہر پڑھی۔

فضل ابن جعفر کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ فرماتے تھے میں نے ابوحنیفہ سے بہت کم سنا اور جس قدر سنا ہے وہ میرے نزدیک بہت سے مسموعات و مرویات سے زیادہ تر محجوب ہے۔ کسی نے کہا پھر آپ ان کے حلقة میں زیادہ کیوں نہیں بیٹھئے؟ فرمایا میں نے پہلے شعبہ کے حلقة کا التزام کیا پھر ابن جرج تھ کے یہاں گیا۔ اور میری رائے یہ تھی کہ آخر میں کوفہ کا طریقہ اختیار کروں۔ اور سیدنا امام ابوحنیفہ کے حلقة میں بیٹھوں۔ مگر ابن جرج تھی کے یہاں آپ کے انتقال کی خبر آئی۔ معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ تھا کہ پہلے تحصیل حدیث محدثین کرام کے یہاں کر لیں تاکہ حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقة میں بیٹھنے کی صلاحیت ہو جائے۔ اور یہی ظاہر ہے کہ تکمیل علوم و تحصیل حدیث کے بعد فقاہت حاصل کرنے کیلئے لوگ حضرت امام عظیم کے حلقة میں شریک ہوا کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان شہادتوں سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اس زمانہ کے قریب

قریب تمام منصف مزاجِ محمد شین کرام و حفاظ حدیث حضرت سیدنا امام عظیم کے حلقة میں
منسلک تھے۔ مگر چونکہ تمام بلا دا اسلامیہ سے آنے والوں کی فہرست مرتب کرنا کوئی سہل کام
نہیں ہے نہ حضرت سیدنا امام عظیم کے مزاج اقدس میں تعلیٰ و برائی تھی کہ اپنا افتخار ظاہر کرنے
کے کوئی رجسٹر رکھتے۔ اور حاضرین حلقة کے نام اُس میں درج کرتے۔ اس لئے تمام تلامذہ
و شاگردان امام ہمام کی فہرست نہ ممکنی۔

چنانچہ ”الخیرات الحسان“ میں لکھا ہے کہ امام عظیم ابو حفییہ سے جن لوگوں نے حدیث
وفقہ حاصل کی ہے اُن سب کا استیعاب متعدد اور ضبط ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ
حدیث نے فرمایا ہے کہ جس قدر اصحاب اور تلامذہ حضرت سیدنا امام عظیم کے تھے کسی امام
کو اتنے نصیب نہ ہوئے۔

مگر وہ حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی کرامت جلیلہ ہے کہ شبلی جیسے منکر
فضائل امام نے بھی ایک قول لکھا مارا کہ ”حافظ ابوالمحاسن شافعی نے نوساٹھارہ شخصوں کے نام
بقید نسب لکھے ہیں جو حضرت امام صاحب کے حلقة درس میں مستفید ہوئے“۔ معلوم ہوتا ہے کہ
یہ تعداد مشہور محدثین کی ہے یا ان حضرات محدثین کی ہے جو زیادہ تر حاضر حلقة رہا کرتے تھے
اور اُس کا ثبوت ”المختاز“ سے بھی ملتا ہے۔ اُس میں امام طباطبائی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تدوین
فقہ کے وقت ہزار علماء کرام حضرت سیدنا امام عظیم کے ساتھ تھے جن میں چالیس شخص توہود
تھے جو خود درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

اب غور کیجئے اتنے علماء کس بار کے مجمع میں ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق ہوتی اور جب
سب کا اتفاق ہو جاتا تو وہ مسئلہ کتاب میں لکھا جاتا۔ پھر بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فقه حنفی حدیث
کے خلاف ہے۔ ہاں محدثین کا دہن چھوڑ دے تو جو چاہے کہتا ہے۔ مگر پھر حدیثوں سے بھی
ہاتھ دھوکر چکڑا لوی بننا پڑے گا۔ کیونکہ محدثین کے ساتھ ساتھ حدیثین بھی رخصت ہوں گی۔

اب تبریز کا ویمنا بعض اکابر محدثین کے اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔ انہیں
معلوم کر کے خود غور کیجئے کہ جب ان حضرات کی یہ شانیں ہیں تو جس کو انہوں نے اپنا مقصد
بنایا ہوگا اُس کو یقیناً ہر شان، ہر ادا میں ہر طریقہ سے پرکھا ہوگا، جب زانوئے ادب تھہ کیا ہوگا۔ یہ

وہ حضرات کرام ہیں جو فقاہت فی الدین حاصل کرنے کی غرض سے حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہتے اور اپنا سرمایہ حدیث موقعہ بموقعد پیش کرتے تھے۔ اور حضرت سیدنا امام ہمام کی تقریر اور طریقہ اجتہاد میں غور کرتے جاتے تھے کہ جن حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے وہ کس طرح اٹھایا جاتا ہے۔ اور بعض احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کن ضرورتوں کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

(۱) مسعربن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان کا ذکر ان لفظوں سے کیا ہے: ”الامام الحافظ احمد الاعلام“ اور لکھا ہے کہ انہوں نے علی ابن ثابت اور حکم بن عیینہ اور قاتدہ اور عرب و بن مرہ اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان اور ابن عینیہ اور میکی قطان اور محمد بن بشیر اور یحییٰ ابن آدم اور ابراہیم اور خلا ابن یحییٰ نے اور خلق کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ ابن قطان کہتے ہیں کہ ان سے اشتہت میں نہیں دیکھا۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثقہ کی مثال دی ہے کہ جیسے شعبہ اور مسخر حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسخر کا شک اور وہ کیلئے برابر ہے۔ اور ابن عینیہ کہتے ہیں کہ حضرت اعمش سے لوگوں نے کہا کہ مسخر نے حدیث میں شک کیا ہے۔ انہوں نے کہا اُن کا شک بھی دوسروں کے لیقین کے برابر ہے۔

اور شعبہ کہتے ہیں مسخر کا نام ہم لوگوں نے اُن کے اتقان کی وجہ سے مصحف رکھا تھا۔ ابو جعفر منصور نے ان کو والی بنانا چاہا مگر انہوں نے قبول نہ کیا لٹائف الحیل سے ٹال دیا۔ مسخر کا قول ہے جو شخص سرکہ اور بقول پر صبر کرے وہ کسی کاغلام نہ بنے گا۔ حکومت وغیرہ تعلقات دنیوی کو وہ غلامی جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آزاد ہے۔ ایسے جلیل القدر امام الحدیث کا یہ حال تھا کہ جب حضرت سیدنا امام عظیم کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور حلقة درس میں آپ کے روپ سے یہ تھے اور شاگردوں کی طرح سوالات کرتے اور محفوظ کرتے حالانکہ آپ حضرت امام عظیم کے استاد بھی تھے۔ جیسا کہ امام موثق اور سبط ابن جوزی نے اسے لکھا ہے۔

(۲) حضرت سید ناعبدالله بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن حجر عسقلانی نے ”تهذیب“ میں ان کے شیوخ اور تلامذہ کے اسماء ذکر کر کے لکھا ہے کہ ابن مهدی نے کہا ہے کہ انہے چار ہیں۔ ثوری اور مالک اور جادا اور ابن مبارک۔ اور شعیب کا قول ہے کہ جس سے ابن مبارک نے ملاقات کی وہ اس سے افضل تھے۔ یعنی ملاقاتی محدثین سے، حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم طلب کرنے والا کوئی شخص نہ تھا۔ اور ابواسامة نے بھی یہی کہا ہے۔
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ نے ان کے انتقال کے بعد کہا کہ انہوں نے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

ابوالحق فزاری کا قول ہے کہ عبد اللہ بن مبارک امام اسلامیین ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جن کتابوں سے ابن مبارک نے احادیث بیان کیں۔ وہ بیس یا اکیس ہزار تھیں۔

سلمیل بن عیاش کا قول ہے کہ روئے زمین پر ابن مبارک جیسا کوئی شخص نہیں ہے اور کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جوان میں نہ تھی۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ابواب علم میں بہت سی کتابیں آپ نے تصنیف کیں۔

حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ وہ محب ب الدعوة تھے۔

ابوہبوب کہتے ہیں کہ ابن مبارک کا کسی ناپینا پر گذر رہوا۔ اُس نے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کریں۔ میں دیکھ رہا تھا اور انہوں نے دعا کی ادھراس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

یحییٰ بن یحییٰ اندر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مجلس میں بیٹھے تھے کہ ابن مبارک آئے تو امام مالک نے ہٹ کر ان کو اپنے نزدیک جگہ دی۔ ایک شخص حدیث پڑھ رہا تھا تو بعض بعض مقام پر امام مالک ابن مبارک سے پوچھتے تھے کہ اس باب میں تھا رے پاس کیا ہے؟ اور وہ دبی آواز میں جواب دیتے تھے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو امام مالک نے ان کے ادب پر تعجب ظاہر کیا اور فسر میا کہ ابن

مبارک خراسان کے فقیہ ہیں۔

اور خلیل رحمہ اللہ نے ارشاد میں کہا ہے کہ ابن مبارک متفق علیہ امام ہیں۔ اور ان کی کرامتیں بے شمار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابن مبارک ابدال میں سے تھے۔

حسن بن عرفہ کہتے ہیں کہ شام میں انہوں نے کسی سے ایک قلم مستعار لیا تھا جب خراسان پہنچ تو یاد آیا کہ وہ قلم مالک کو نہیں دیا ساتھ آ گیا ہے۔ تو صرف قلم واپس کرنے کی غرض سے پھر شام کو تشریف لائے اور اس شخص کو قلم دیا۔

امام نسائی کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ابن مبارک کے زمانہ میں ان سے زیادہ بزرگ اور عالیٰ درجہ والا اور تمام صفات حمیدہ کا جامع کوئی اور شخص موجود تھا۔

امام نووی نے ”تہذیب الاصار واللغات“ میں عبد اللہ بن مبارک کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

”وہ امام جس کی امت و جلالت پر ہر باب میں عموماً جماعت کیا گیا ہے۔ جس کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ جس کی مجبت سے خدا کی مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔“

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کا رقه جانا ہوا۔ انہیں ایام میں حضرت عبد اللہ بن مبارک بھی رقتشریف لے گئے۔ آپ کے آنے کی جو خبر مشہور ہوئی تو چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور اس قدر رجوم ہوا کہ لوگوں کی جوتیاں ٹوٹ گئیں۔ ہزار ہا مسلمان ساتھ چلے ہر سمت گرد چھا گئی خلیفہ کی ایک حرم نے جو برج کے غرفے سے یہ منظر دیکھ رہی تھی متیر ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا خراسان کے عالم آئے ہیں جن کا نام نامی عبد اللہ بن مبارک ہے۔ تو وہ بولی حقیقت میں سلطنت اس کا نام ہے۔ ہارون رشید کی حکومت کیا حکومت ہے کہ جب تک پولیس اور سپاہی نہ ہوں ایک شخص بھی حاضر نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر حضرات کے فرائیں سے یہ ظاہر ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک امام وقت اور افضل الحدیثین تھے۔ اور قریب قریب سب حدیثیں

اُن کو از بر تھیں۔ باوجود اس مرتبہ اور تمثیر علمی کے اس بات کے قائل تھے کہ ہر محدث و ائمہ حدیث حضرت سیدنا امام عظیم کے غلام کی جانب محتاج ہے۔ اور خود اس مضمون کو عملی جامہ پہننا کر مدد شین کرام نے ذہن شین کر دیا کہ تحصیل حدیث کے بعد ساری عمر حضرت سیدنا امام ہمام کی خدمت گرامی مرتبت میں رہے جیسا کہ بستان الحمد شین، وغیرہ میں ہے۔ اور امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا اُن کو برا صد مہ ہوا چنانچہ حضرت امام صاحب کی قبر پر جاتے اور زار اروتے اور کہتے کہ خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ ابراہیم خنجری اور حماد ابن سلیمان نے اپنے بعد خلف چھوڑا تھا اور آپنے اپنے بعد خلف نہیں چھوڑا۔ یعنی دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو آپ کی قائم مقامی کر سکے۔

(۳) حضرت مقری:

”تذکرة الحفاظ“ میں ان القاب سے ان کے ترجمہ کی ابتدائی ہے۔ ”الامام الحدث شيخ الاسلام ابو عبد الرحمن“۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے ابن عون اور ابو حنفہ اور ہماس اور شعبہ اور عبد الرحمن افریقی اور سعید بن ابی ایوب اور حملہ ابن عمران اور تجیبی بن ایوب اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے اور ان سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

”تهذیب التهذیب“ میں ہے کہ ابو حاتم اور امام نسائی نے اُن کی توثیق کی ہے۔ اور عبد اللہ بن مبارک سے جب اُن کا حال دریافت کیا جاتا تو فرماتے ”زر زدہ“ یعنی زر خالص۔

اور ابن سعد نے کہا ہے کہ اُن کو حدیثیں بہت یاد تھیں اور کمال محبت میں حضرت سیدنا امام عظیم کو شاہ مردان کہا کرتے تھے۔

”تذکرة الحفاظ“ اور ”تبییض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد تھے۔

(۴) حضرت وکیع ابن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ:

”تذکرة الحفاظ“ میں ان کا مبارک ذکر ان لفظوں سے شروع کیا ہے ”الامام الحافظ البثت محدث العراق“۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے ہشام ابن عروہ اور عائش اور سمعیل بن ابی

خالد اور ابن عون اور ابن جردن کی اور سفیان اور اودی اور خلق کثیر سے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور امام احمد وغیرہ دیگر محدثین کے استاد ہیں۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں جامعیت علم اور حافظہ میں ان سے زیادہ کوئی شخص میں نہ دیکھا۔ اور یہی کہتے ہیں ان سے افضل میں نہ نہیں دیکھا۔

ابراہیم ابن شناس کا قول ہے کہ اگر مجھے تمنا ہے تو ان امور کی ابن مبارک کی عقل اور کوچع کا حفظ اور عیسیٰ بن یونس کا خشوع۔

اور مروان بن محمد فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کی بھی میں نے تعریف و توصیف سنی جب دیکھا تو ایسا نہ پایا۔ سوائے کوچع کے کامن کے جتنے اوصاف سنے اُس سے زیادہ دیکھے۔

اور ابن عمارہ کہتے ہیں کوچع کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقہ اور حدیث کو جانے والا کوئی میں کوئی شخص نہ تھا۔

امام احمد فرماتے ہیں میری آنکھوں نے کوچع کا مثال کبھی نہیں دیکھا کہ جو حافظ حدیث ہو۔ اور رور ع اور اجتہاد کے ساتھ فقہ میں کلام کرے۔

امام نووی نے ”تهذیب الاسماء واللغات“ میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ جب حضرت کوچع سے کسی حدیث کی روایت کرتے تو ان لفظوں سے شروع کرتے:

”یہ حدیث مجھے اس شخص نے روایت کی ہے جس کا مثال تیری آنکھوں نہیں دیکھا۔“

یحییٰ بن معین جوفن رجال کے ایک رکن رکین سمجھے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جسے حضرت کوچع پر ترجیح دوں۔

اور خطیب بغداد نے تاریخ میں لکھا ہے کہ کوچع حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور یقیناً انہوں نے بہت کچھ استفادہ اور استفاضہ حضرت سیدنا امام اعظم سے کیا۔

معلوم ہوا کہ یہ امام کے مقلد بھی ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبییض الصحیفہ“ اور ”الجیرات الحسان“ میں ہے کہ وہ حضرت امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۵) یزید بن ہارون:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں اُن کا ترجمہ یوں شروع کیا ہے: ”الحافظ القدوة الشیخ الاسلام“۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے عاصم احوال اور بیکی بن سعید اور سیہان اللہی اور جریری اور داود بن ابی ہند اور ابن عون اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور ان کے شاگرد امام احمد وغیرہ ہوتے ہیں۔

ابن مدین کہتے ہیں کہ حفظ میں کسی کو ان سے زیادہ میں نہیں دیکھا۔

اور بیکی ابن بیکی کہتے ہیں کہ وہ حافظہ میں وکیع سے بھی زیادہ تھے۔

اور عاصم بن علی کہتے ہیں کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ چالیس برس سے زیادہ انہوں نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

ہشتم کہتے ہیں کہ اہل مصر میں اُن کا مثال نہیں۔

اور ابن اکثم کا بیان ہے کہ ایک بار مامون نے ہم لوگوں سے کہا کہ اگر یزید بن ہارون کا خیال نہ ہوتا تو میں اپنے اس خیال کو ظاہر کرتا کہ ”قرآن مخلوق ہے۔“ کسی نے کہا کہ یزید بن ہارون ایسے کوئی ہیں جو ان سے خوف کیا جاتا ہے۔ مامون نے کہا خوف یہ ہے کہ اگر میں اُسے ظاہر کروں اور وہ رد کریں تو لوگ اُنہی کی پیروی کریں گے۔ جس سے فتنہ برپا ہوگا۔ یہ ہے سطوت و صولات علمی اور بیعت خدا داد کے خلیف وقت صرف اُن کے خوف سے اس مسئلہ کو چھپائے رہا، ظاہر نہ کر سکا۔ باوجود اس شان کے حضرت سیدنا امام عظیم کو اپنے تمام اساتذہ پر ترجیح دیتے اور کھلم کھلا فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کا مثال بہت تلاش کیا گئرہ ملا۔

نووی نے اُن کے تلامذہ کی نسبت ”تہذیب الاسمار واللغات“ میں لکھا ہے کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

اور بیکی بن ابی طالب کا بیان ہے کہ ایک بار میں ان کے حلقة درس میں شریک تھا لوگ اندازہ کرتے تھے کہ حاضرین کی تعداد ستر ہزار کم و بیش تھی اور کثرت حدیث میں لوگ ان کی مثال دیا کرتے تھے۔

”تذکرۃ الحفاظ“ اور ”تبیین الصحیفہ“ میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) ابو عاصم الضحاک النبیل:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان کا بیان ان لفظوں سے شروع کیا ہے: ”الحافظ شیخ الاسلام“۔

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے یزید بن ابی عبیدہ اور ایمن بن نابل

اور شبیب بن بشر اور سلیمان تیبی اور ابن عون والبن جرجی و اوزاعی و مالک بن انس وغیرہم ایک جماعت کثیر سے روایت کی اور ان سے جریر بن حازم اور امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تمییض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد

تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) حفص ابن غیاث رحمہ اللہ:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں اُن کو امام الحافظ لکھا ہے۔ ”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ

انہوں نے اپنے دادا طلق بن معاویہ اور سلمیل بن ابی خالد اورہشام بن عروہ اور عمش اور ثوری اور جعفر صادق اور ابن جرجی وغیرہم خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہم

نے روایت کی اور ان کے علم کا حال لکھا ہے کہ وکیع سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ حفص بن غیاث پر حوالہ دیتے۔

ابن نسیر کہتے ہیں کہ وہ ابن اوریس سے بھی زیادہ حدیث جانتے ہیں۔

کردی نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امام صاحب سے ان کی کتابیں

اور آثار سننے ہیں۔

خطیب بغدادی نے ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ اور ”محض تاریخ بغداد“ میں ان کی

نسبت لکھا ہے کہ حضرت امام عظیم ابوحنیفہ کے مشہور شاگردوں میں ہیں۔

(۸) یحییٰ ابن ذکریاً ابن ابی زائده:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان کے حالات یوں شروع کئے۔

”الحافظ الثبت المتقن الفقيه صاحب ابی حنیفہ“۔

اور لکھا ہے کہ وہ اپنے والد زکریا اور عاصم احوال اور داؤد بن ابی ہند اورہشام بن عروہ

اور عبید اللہ ابن عمر اور لیث ابن ابی سلیم اور ابو مالک اشجعی سے روایت کرتے ہیں اور ان

سے امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔ اور وہ امام اور صاحب تصنیف تھے۔
 علی اہن مدین نے کہا ہے کہ کوفہ میں سفیان ثوری کے بعد تیجی بن زکریا سے اثبات کوئی
 نہ تھا۔ ان کے زمانہ میں ان پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔ یعنی اس وقت ان سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا۔
 سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک اور تیجی بن ابی زائد۔ جیسا کوئی شخص
 ہمارے یہاں نہیں آیا۔ یہ تو دین فقہ میں حضرت سیدنا امام عظیم کے شریک کا رتھے۔
 امام طحاوی نے لکھا کہ تیس برس تک وہ شریک تھے۔ اگرچہ اس مدت میں کلام ہے لیکن
 بلاشبہ دو دین فقہ میں حضرت امام کے ساتھ بہت مدت تک کام کرتے رہے۔ اور خصوصیت کے
 ساتھ تصنیف و تحریر کی خدمت ان سے متعلق تھی۔ وہ امام صاحب کے شاگرد تھے۔
 ”تذکرة الحفاظ“ میں علامہ زہی نے صاحب ابی حنفیہ کے لقب سے ان کو یاد کیا۔

(۹) جعفر بن عون:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اسماعیل بن خالد اور ابراہیم بن مسلم بھری
 واعمش وہ شام بن عروہ و تیجی بن سعید مسعودی و ابو الحمیس و عبد الرحمن بن زیاد اور ایک جماعت
 سے روایت کی اور ان سے امام احمد وغیرہم نے روایت کی اور جعفر بن عوف کی روایتیں صحاح ستہ
 بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔
 ”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ اور ”الخیرات الحسان“ میں ہے کہ وہ حضرت امام
 عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۰) اسحق بن یوسف ارزق رحمہ اللہ تعالیٰ:

”تذکرة الحفاظ“ میں ان کو ”الحافظ الثقة“ لکھا ہے۔ ”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ
 انہوں نے ابن عون واعمش و شریک ثوری و مسعود عمر بن ذر و عوف وغیرہم سے روایت حدیث کی
 ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہم نے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں
 نے قسم کھا کر فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ اسی طرح اور انہوں نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور صحاح ستہ میں
 ان کی روایتیں موجود ہیں۔ یعنی بخاری و مسلم وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں۔
 ”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام ہمام کے شاگرد ہیں۔

(۱۱) عبد الرزاق بن همام:

”تذكرة المخاطف“ میں ان کو ”المخاطف الكبير“ لکھا ہے۔ ”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور وہب و عمر و عبد اللہ ابن عمر العمری و عبد اللہ بن عمر عمری وایکن بن نابل و عکرمہ بن عماد و ابن جرتج و اوزاعی و مالک اور سفیان ثوری و سفیان بن عینہ و ذکریہ بن الحنفی و جعفر بن سلیمان ولیس بن سلیم و صبغانی و ابن ابی رواد و اسرائیل و سلمیل بن عیاش وغیرہم خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابن عینہ اور کعب وغیرہ نے۔

احمد بن صالح مصری فرماتے ہیں میں نے حضرت امام احمد سے پوچھا کیا آپ نے عبد الرزاق سے بہتر بھی کسی کو روایت حدیث میں دیکھا ہے فرمائیں۔

حضرت عمر کہتے ہیں کہ اس لائق ہیں کہ تحصیل حدیث کے لئے مسافت بعیدہ سے ان کی طرف کیا سفر جائے۔

ہشام بن یوسف کہتے ہیں کہ عبد الرزاق علم اور حفظ میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور ابوالازہر کا قول ہے کہ میں نے ان سے سنائے کہتے تھے کہ شیخین کو میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں ہرگز ہرگز فضیلت نہ دیتا۔ میری تحیر کے لئے یہ کافی ہو گا کہ حضرت علی کے ساتھ محبت کروں۔ مگر ان کے قول کی مخالفت کروں۔

اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ان کی طرف جو شیعیت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ محبت ان کو زیادہ تھی۔ مگر شیعی بھی وہ جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اعتقاد رکھنے والے۔ حدیث میں ان کی ایک ضخیم تصنیف موجود ہے۔ اور امام بخاری نے اعتراف کیا ہے کہ میں اس کتاب سے مستفید ہو اہوں۔

علامہ ذہبی نے ”میزان الاعتراض“ میں اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ علم کا خزانہ ہے اور عقول اجمان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام عظم کی خدمت و صحبت میں وہ بہت زیادہ رہے ہیں اور صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبییض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام ہمام کے شاگرد ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) حارث بن نبہان:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے ابو سلحق اور عاصم بن ابی الجبود واعمش وعتبه بن یقطان والیوب و محمر وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے کہ وہ صالح شخص تھے مگر وہم ان پر غالب تھا۔ اگرچہ بعض محدثین کرام نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۳) یحییٰ بن سعید قطان:

”تذکرة الحفاظ“ میں ان القاب سے ان کے ترجمہ کی ابتداء کی ہے ”الامام اعلم سید الحفاظ“ یعنی کہ انہوں نے ہشام بن عروہ و عطاب بن السائب و حسین المعلم و خثیب ابن اعرار و حمید الطویل و سلیمان تیجی بن سعید النصاری واعش اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہم نے حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ کا مثل اپنی آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھا۔

اور ابن معین کہتے ہیں۔ مجھ سے عبد الرحمن نے کہا کہ یحییٰ بن قطان کا مثل تم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھو گے۔

اور ابن مدینی فرماتے ہیں کہ ان سے زیادہ رجال کے علم والا میں نے نہیں دیکھا۔ اور ابن معین کا قول ہے کہ میں سال تک وہ ہرات میں ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ اور قرآن کریم سننے تو خوف و خشیت الہی سے زمین پر گرجاتے۔

امام نسائی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آئٰ اکہ واصحابہ وسلم کی حدیثوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حضرات امین ہیں۔ مالک اور شعبہ اور تیجی قطان۔ حضرت امام احمد فرماتے ہیں ہمارے استادوں میں یحییٰ کا مثل کوئی نہ تھا۔

”مناقب“ میں امام موفق نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان قسم کھا کر فرماتے ہیں

کہ ہم نے ابوحنیفہ کی رائے سنتی ہے۔ اور ان میں سے اکثر اقوال ابوحنیفہ کو میں نے لیا ہے۔
یعنی فقہ حنفی پر فتویٰ دیتا ہوں۔

”تذکرۃ الحفاظ“ میں حضرت کعبؓ کے ترجمہ میں ہے کہ وہ اور یحییٰ بن سعید قطان سیدنا امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ شاگردوں کے ساتھ ساتھ مقلد اور حنفی تھے۔

(۱۴) حماد بن دلیل:

”خلاصہ“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ثوری سے روایت کی ہے اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کی روایت ابو داؤد میں موجود ہے اور وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۵) حیان بن علی الغتری:

”تهذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے عمش اور سہیل بن ابی صالح اور ابن عجلان اور لیث ابی سلیم اور عقیل ابن خالد ایلی اور عبد الملک ابن عسیر اور جعفر بن ابی المغیرہ اور یزید بن ابی زیاد اور یونس بن یزید وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے عبد اللہ ابن مبارک وغیرہ نے روایت کی اگرچہ بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر یحییٰ بن معین نے کہا ہے وہ صدقہ ہیں۔ ابو بکر خطیب کا قول ہے کہ وہ صالح اور دیندار تھے۔ حجر ابن عبد الجبار کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں فقیہ ان سے افضل کوئی نہ دیکھا۔ ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیین“ میں ہے وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۶) حفص بن عبد الرحمن بلخی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے خارجہ بن مصعب اور حجاج بن ارطاة و اسرائیل و سعید بن ابی عربہ و عاصم احول و محمد بن مسلم طائفی اور ابن ابی ذئب و ابو سلحنت وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابو داؤد طائل اور ابن مبارک وغیرہ نے اور ابن حسان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں ان میں جمع ہیں وقار، فقہ اور

ورع نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ حاکم نے لکھا ہے کہ اصحاب البحنیف جو خراسان کے ہیں ان میں وہ افقة تھے۔ یعنی بہت زیادہ فقہ جانے والے تھے۔ ”تہذیب الکمال“ اور ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں لکھا ہے وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۷) حکام بن مسلم رازی:

”تہذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے عنبهہ ابن سعید و عمر و بن ابی قیس و سعید بن سابق وغیرہ اہل رائے سے اور حمید الطبلی و علی بن عبد اللہ العلی و عفان بن زائدہ و ثوری اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور ان سے یحییی بن معین وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۱۸) حمزہ بن حبیب زیارات قاری:

”تہذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ابوالحق سبیعی اور ابوالحق شیابی اور عمش و عدی بن ثابت و حکم بن عتیقہ و حبیب بن ابی ثابت و منصور بن المعتمر و ابوالمختار طائی اور ان کے سوا ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے۔ اور ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ صالح اور صدق و حق اور صاحب سنت تھے۔

ابن فضیل کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ صرف حمزہ کے طفیل سے کوفہ کی بلا کسی رفع فرماتا ہے۔ اگرچہ ان کی قرأت پر محمد شین کا کلام اُس میں نقل کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ بالآخر ان کی مقبولیت بالاجماع ثابت ہو گئی ہے۔ مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۱۹) خارجه بن مصعب ضبیعی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ آپ نے زید بن اسلم اور سہیل بن ابی صالح اور ابو

حازم اور سلمہ ابن دینار اور بکیر بن اشمع اور خالد خدا اور شریک بن ابی نعیم اور عاصم احوال اور عمرو بن دینار اور امام مالک بن انس اور یونس بن یزید اور یونس بن عبید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ اگرچہ بعض محدثین نے ان میں کلام کیا ہے۔ مگر ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔
 ”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۲۰) داؤ دین نصیر طائی:

”تهذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبد الملک بن عسیر اور سلمیل بن خالد اور حمیدہ الطویل اور سعید بن سعید انصاری اور ابن ابی یعنی اور عاشق وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کی اور ان سے وکیع وغیرہ نے روایت کی۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ داؤ دین نے علم پڑھا اور فقیر ہوئے۔ پھر عبادت کی طرف توجہ دی۔ ابو داؤ دکھتے ہیں کہ داؤ دطائی نے اپنی کتابوں کو فن کر دیا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقہت میں ذکر کیا ہے۔ اور مخارب بن وثنا کا قول ہے کہ اگر داؤ دطائی امام ساقیہ میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے حالات کی خبر ہم لوگوں کو دیتا۔ نائلی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۱) زید حباب عکلی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے ایکن بن نابل اور عکرمہ بن عمار یا می او را برائیم بن نافع کی اور ابن ابی عباس اور حسین بن الواقم روزی اور یونس بن ابی الحنفہ اور سیف بن سلیمان ملکی اور عبد الملک بن رجع اور اسامہ بن زید بن اسلم اور اسامہ بن زیدیشی اور مالک بن انس اور ثوری اور ابن ابی ذئب اور قرقۃ بن خالد اور صالح بن سعید اور رضا ک بن عثمان حرامی اور عبد العزیز بن عبد اللہ اور معاویہ بن صالح اور بیہقی بن ایوب اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے امام احمد وغیرہ نے روایت کی۔ وہ تخلیص حدیث کیلئے خراسان و مصر و اندلس

وغيرہ گئے۔

ابو الحسین عکلی کہتے ہیں کہ وہ ذکری اور حافظ اور عالم تھے۔ ابن یوس نے کہا ہے کہ انہوں نے طلب حدیث میں بہت شہروں کی سیاحت کی ہے۔ مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۲) شعیب بن اسحاق بن عبد الرحمن دمشقی:

”تهذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد ابن جریر اور اوزاعی اور سعید بن عروہ اور عبد اللہ بن عمر اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے اشراق بن راہویہ اور ابوکریب نے روایت کی اور باوجود یہکہ لیث بن سعدان کے استاد ہیں۔ مگر ان سے بھی انہوں نے روایت کی ہے۔

ولید بن مسلم کہتے کہ اوزاعی ان کو اپنے نزدیک جگہ دیتے تھے۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔ اور ”تهذیب التہذیب“ میں شاگردی کے علاوہ یہ بھی وضاحت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام عظم کا مذہب اختیار کیا تھا یعنی خنی تھے۔ بخاری اور مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

(۲۳) صباح ابن حارب:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے زیاد بن علاقہ و جاج ارطاہ و سملیل بن ابی خالد و محمد بن سوقہ و ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبد السلام بن عاصم وغیرہ نے۔

ابوزرعه وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۴) صلت بن حجاج کوفی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے عطاء بن ابی رباح اور تیجی کندی اور ابی عینہ اور مجالد بن سعید وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے اہل کوفہ نے روایت کی۔ امام بخاری نے بھی ان کی روایت لی ہے۔ اور ان پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے وہ حضرت سیدنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۵) عائدا بن حبیب عیسیٰ:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل و زرارہ بن اعین و حجاج بن ارطاة وصالح بن حسان و عامرا بن السمت و سلمیل بن ابی خالد وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے امام احمد وغیرہم نے حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی مدح و شناخت کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ شخچلیل و عاقل تھے۔ اور ان کی روایتیں نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ اور ”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۶) عبادا بن العوام:

”ذکرۃ الحفاظ“ میں ان امام الحدیث کے لقب کے ساتھ لکھا ہے اور ”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل اور سلمیل بن ابی خالد اور سعید جیری اور ابو سلمہ سعید بن یزید اور ابن عون اور عوف اعرابی اور حجاج بن ارطاة اور حصین بن عبد الرحمن اور سعید بن عربہ اور سفیان بن حسین اور ہلال بن خباب اور تیجی بن الحلق حضری اور ابو مالک اشجعی اور ابو سلحنت شیابی وغیرہم سے روایت کی اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے اور ابن عرفہ کہتے ہیں مجھ سے وکیع نے عبادا بن عوام کا حال پوچھا میں نے کہا تمہارے یہاں ان کا جیسا ایک بھی نہیں ہے۔ ساری صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ اور ”الخیرات الحسان“ میں ہے وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۷) عبد الحميد ابن عبد الرحمن حماقی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے یزید بن ابی بریدہ اور عمش اور سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور ایک جماعت سے روایت کی اور ان سے ابوکریب وغیرہ نے روایت کی اور سخاری و مسلم میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ”تهذیب الکمال“ اور ”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۸) عبید اللہ بن عمر ورقی:

”ذکرة الحفاظ“ میں ان کو ”الاماں الحافظ مفتی الجزریہ“ لکھا ہے اور ”تهذیب التہذیب“ میں ہے۔ انہوں نے عبد الملک بن عمیر اور عبید اللہ بن محمد اور تیکی بن سعید انصاری اور عمش اور ایوب اور لیث بن سلیم اور معمر اور ثوری اور ابن ابی انبیہ اور الحنفی بن راشد وغیرہم سے روایت کی اور ان سے عسلی بن حجر وغیرہ نے روایت کی ابن سعد کہتے ہیں وہ کثیر الحدیث تھے۔ یعنی بہت حدیثیں یاد تھیں۔ اور فتوی میں کوئی ان سے منازعت جھگڑا نہیں کر سکتا تھا۔ ”خلاصہ“ میں ہے کہ ان کی روایتیں جملہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے وہ حضرت امامنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۲۹) عبد العزیز ابن خالد بن زیاد ترمذی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے اپنے والد اور ابو سعد بقال اور سعید بن ابی عربہ اور ابن جردن حجۃ اور سفیان ثوری اور ہشام بن حسان اور حجاج بن ارطاة سے روایت کی اور ان سے احمد بن حجاج وغیرہ نے روایت کی۔ اور نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۰) عبد الکریم محمد بن جرجانی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے قیس بن ربع اور عبد الرحمن بن سلیمان اور زہیر ابن معاویہ اور مسعودی اور ابن حبتن حجۃ وغیرہم سے روایت کی اور ان سے حضرت امام

محمد شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہم نے۔ ابن حبان نے ان کو ثقہت میں لکھا ہے۔ اور ترمذی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۱) عبدالعزیز بن ابی رواد:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے۔ انہوں نے عسکر مہ اور سالم بن عبد اللہ اور نافع اور محمد بن زیاد جمعی اور ابو سلمی الحصی اور اسماعیل بن امیہ اور ضحاک بن مزاحم وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے کجع وغیرہ نے۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اکثر ان کی یہ حالت رہتی تھی کہ باقیتیں کرتے اور خوف الہی سے اشک ان کے رخساروں پر جاری رہتے تھے۔ شعیب ابن حرب کہتے ہیں کہ ان کو دیکھنے سے میہ عالم ہوتا کہ قیامت کا منظر ان کے سامنے ہے۔ ان کی روایتیں بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۲) عبید اللہ بن موسی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے سمعیل بن ابی خالد وہ شام بن عروہ وایکن بن نابل و معروف بن خربوز واعش وہارون بن سلیمان فراً و محمد بن عبد الرحمن وثوری وحسن بن صالح و یونس بن ابی الحلق و اوزاعی و ابن جریر و عثمان بن اسود و اسرائیل و حنظله بن ابی سفیان و زکریا بن ابی زائد و شیبان و عبد العزیز بن سیاہ و موسیٰ بن عبدة اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور ان سے امام بخاری وغیرہ نے ابوسعید کہتے ہیں کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔ ”خلاصہ“ میں لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۳) علی ابن ظبیان کوفی:

”میزان الاعتدال“ میں ہے انہوں نے سمعیل بن ابی خالد سے اور ایک جماعت

سے روایت کی ہے۔ اور ”خلاصہ“ میں ہے کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں۔ اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبییض“ اور ”خلاصہ“ میں ہے وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۳۴) ابو نعیمؑ فضل ابن وکین:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان لفظوں سے ان کا بیان کیا ہے ”الحافظ الثابت“ اور ”خلاصہ“ میں ہے انہوں نے عمش اور زکر یا بن ابی زائدہ اور خلق کثیر سے روایت کی اور ان سے امام بخاری وغیرہ نے روایت کی۔ فیسوی کہتے ہیں محدثین کا اتفاق ہے کہ ابو الحسین اتقان میں اعلیٰ درجے پر تھے۔ ”خلاصہ“ میں ہے کہ صحاح ستہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ”تهذیب الکمال“ اور ”تبییض“ میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۵) علی بن عاصم واسطی:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان کے ترجیح میں ان القاب کے ساتھ یاد کیا ہے ”مستند العراق الامام الحافظ“ انہوں نے سہیل بن ابی صالح اور عطاء بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور تیکی بکا اور بیان بن بشر اور حصین بن عبده الرحمن اور عبد اللہ بن عثمان اور لیث بن سلیم اور حمید الطویل سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے ”خلاصہ“ میں لکھا ہے۔ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ”تهذیب الکمال“ و ”تبییض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۶) علی بن مسہر:

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان کو ان القاب سے ذکر کیا ہے ”الامام الحافظ“ انہوں نے داؤد اور اسماعیل بن ابی خالد اور ابومالک اشجعی اور ذکر یا بن ابی زائد اور عاصم احوال اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے روایت کی ہے۔ اور ان سے بشر بن آدم وغیرہ نے روایت کی۔ احمد عبّلی کہتے ہیں کہ وہ جامع حدیث اور فقہ اور ثقہ تھے۔ ”تهذیب التہذیب“ میں ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ ”خلاصہ“ میں ہے بخاری و مسلم ترمذی ونسائی وابوداؤد وابو ابن ماجہ کل صحاح

ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۷) فضل بن موسیٰ سینانی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے سمعیل بن ابی خالد اور عمش اور ہشام بن عروہ اور عبد اللہ بن عمر اور طلحہ اور عبد اللہ بن سعید اور عبد الحمید بن جعفر اور حنظله بن ابی سفیان اور داؤد بن ابی ہند اور حسن بن ذکوان اور عبد المؤمن بن خالد حنفی اور حسین بن بن واقد اور ابن عراک اور سعید بن عبد الطالبی اور فضل بن غزوہ اور ابو حمزة انکر اور معمتن بن راشد اور یونس بن ابی سلطان ثوری اور شریک وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے سلطان بن راہویہ وغیرہم نے۔ البیعیم نے فرمایا ہے کہ فضل بن موسیٰ عبد اللہ بن مبارک سے بھی اثابت ہیں۔

اور کوچ فرماتے ہیں کہ وہ صاحب السنۃ تھے۔ سلطان بن راہویہ کا قول ہے کہ میرے اساتذہ میں ان سے زیادہ وثوق والا اور کوئی میرے نیکاں میں نہیں ہے۔ ”خلاصہ“ میں ہے کہ تمام صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۸) عبد الوارث بن سعید:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے عبد العزیز بن صالح بن سعید اور شعیب بن الحباب و ابوالتبیح و محبی بن سلطان حضرتی و سعید بن محمدہان و ایوب سختیانی و ایوب بن موسیٰ و جعد بن عثمان و داؤد بن ابی ہند و خالد بن الحذا و حسین المعلم و سعید جریری و سعید بن ابی عربہ و سلیمان تیہی و عبد اللہ بن سوادہ و عزرہ بن ثابت و عبد اللہ بن پیغمبر و علی بن حکم نبانی و قاسم بن مهران و قطن بن کعب خزانی و محمد بن حجبا و کثیر بن شفیظ و یزید الرشک و یونس بن عبید و ابو عاصم بصری اور سلطان کثیر سے روایت کی ہے اور ان سے سفیان ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ اور ابو عمر جرمی کہتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو عبد الوارث بن سعید سے زیادہ تصحیح نہیں دیکھا۔ اور شعبہ ان کی تعریف و توصیف بہت کیا کرتے تھے۔ اور ان کی روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۳۹) قاسم بن الحكم عرفی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے سعید بن عبید طائی اور عبد اللہ بن عبد الولید اور سلمہ بن نبیط اور یوسف بن ابی الحلق وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان کی روایتیں ترمذی میں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۰) قاسم بن معن مسعودی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اعمش و عاصم احوال و عبد الملک بن عمیر و منصور بن معتمر و طلحہ بن عیینی و دادود بن ابی ہند و محمد بن عمر و ہشام بن عروہ و بتیگی بن سعید و عبد الرحمن مسعودی وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابن مہدی وغیرہ نے روایت کی۔ نسائی و ابو داؤد میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۱) قیس بن ربیع:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے ابوالحق سبیع اور مقدم بن شریح و عمر و بن مرہ و ابو حفص عمران بن ابی جحیفہ و عثمان بن عبد اللہ و محمد بن حکم کا، بلی وابن ابی لیلی و ابوہاشم رمانی و اغرب بن صباح و سماک بن حرب و اعمش سدی و اسود بن قیس و محارب بن وشار و ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ ابو قیس کہتے ہیں کہ جب سفیان ان کا ذکر کرتے تو بہت تعریف و توصیف کرتے۔ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۲) محمد بن بشر عبدالی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے سمعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ اور مسخر بن کدام اور نافع بن عمر جمعی اور عبد العزیز بن عمر اور جاجج بن ابو عثمان صواف اور ابو جبان تیکی اور فطر خلیفہ اور محمد بن عمر و اور عمر و بن میمون وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابو داؤد کا قول ہے

کار وقت جو لوگ کو فیل میں تھے ان سب سے قوت حفظ میں وہ زیادہ تھے اور حدیثیں ان کو بہت زیادہ یاد تھیں۔ کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۳) محمد بن حسن بن آتش صعافی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے ہمام بن منبہ اور ابراہیم بن عمر و صعافی اور ریاح صغافی اور سلیمان بن وہب جندری اور عمر بن عبد الرحمن اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور بکر شریعت محمد شیعیں سے روایت کی ہے۔ اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہم نے روایت کی۔ ابو حاتم نے ان کی تو شیق کی اور ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد تھے۔

(۲۴) مروان بن سالم:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے صفوان بن عمر و اور عمش و عبد اللہ بن عمر و وابن جردن و اوزاعی و عبد العزیز بن رواو و ابو بکر بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبد الجبار بن رواو وغیرہ نے اور ان کی روایتیں ابو داؤد اورنسائی میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۵) محمد بن یزید واسطی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے سمعیل بن ابی خالد اور ابوالاشرہب جعفر بن حیان اور سفیان بن حسین اور ہاشم بن رجاء و مжалد بن سعید و محمد بن اخلاق بن یسار اور سلم بن سعید و ابو یوب و ابوالعلاء القصاب اور سمعیل بن مسلم کی و عبد الرحمن بن زیاد بن انعم وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے روایت کی۔ کچھ فرماتے ہیں محمد بن یزید واسطی ابدال سے تھے۔ ان کی روایتیں ابو داؤد اور ترمذی اورنسائی میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۶) محمد بن خالد وہبی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے سمعیل بن ابی خالد و عبد اللہ بن وصافی اور

عبد العزیز بن عمر اور ابن جرثیج اور معروف بن واصل اور عبد الرحمن بن سلیمان وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابن روح وغیرہ نے روایت کی۔ ابن ماحب اور ابو داؤد وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب التہذیب“ اور ”تہذیب الکمال“ اور ”تبییض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۷) محمد بن عبدالوہاب عبدی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور بیشتر بن حکم اور ابو انصار ہاشم اور لیلی بن عبید اور شبابہ اور ہودہ بن خلیفہ اور واقدی اور یعقوب بن محمد زہری اور سلیمان بن داؤد ہاشمی اور صمیح اور علی بن حسن اور ابن شقیق اور معاشر بن سورع اور نبیکی بن کبیر کرمانی اور محمد بن یسیحی کتابی اور علی بن عثمان عامری اور محمد بن زیاد اور خلق کشیر سے روایت کی ہے۔ ان کی روایتیں ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبییض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۸) مصعب بن مقدام:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے فطر بن خلیفہ اور زائدہ و عکرمہ بن عمار و مبارک بن فضالہ و مسرع و ثوری و داؤد بن نصر و اسرائیل و حسن بن صالح و فضل بن غزوہ وان وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے سلطان بن راہویہ وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم اور ترمذی و نسائی و ابن ماحب میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ و ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبییض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۲۹) معانی بن عمران موصیلی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے حریز بن عثمان اور ابن جرثیج اور مالک بن مغول اور ثوری اور اوزاعی اور مسعودی اور عبید اللہ بن عمری اور سلیمان بن بلاں اور سخر بن جویریہ اور ابراہیم بن طہمان اور اسرائیل اور ثوری و یزید اور احمد بن سلمہ اور حنظله بن ابی سفیان

اور عبد الحمید بن جعفر اور عثمان بن الاسود اور سیف بن سلیمان مکی اور سعید بن ابی عروہ اور ذکر یا بن ابی الحلق اور ہشام بن سعد اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے ابن مبارک وغیرہ نے ابوذر کریانے تاریخ موصل میں لکھا ہے کہ انہوں نے طلب علم کے لئے آفاق میں سفر کیا ہے۔

بشر بن حارث کہتے ہیں کہ معانی عمل فہم اور خیر سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کا قول ہے کہ میں نے آٹھ سو شیوخ سے ملاقات کی ہے۔ ان کی روایتیں بخاری اور نسائی اور ابو داؤد میں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۰) مکی بن ابراہیم بلخی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے جعید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن سعید اور ابن ابی ہند و ایکن بن نابل و یزید بن عبید و ہن بن حکیم و ابن جرجنج و ہشام بن حسان و ہشام الدستوائی و جعفر صادق و یعقوب بن عطاء و ابن رباح و ہاشم بن ہاشم و تکی بن سہیل و فطر بن خلیفہ و حنظله بن ابی سفیان و عبد العزیز بن ابی رواد وغیرہم سے روایت کی اور ان سے بحث اری وغیرہ نے روایت کی۔ ان کی روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۱) نعمان بن عبد السلام اصبهانی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے انہوں نے سلمہ بن دردان اور ابو حنبلہ خالد بن دینار اور ابن جرجنج و ثوری اور ابن ابی ذکب اور مسخر اور ابن ابی زنا و اور شعبہ اور ورقہ اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ نے۔ ابو داؤد اور نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ”تهذیب الکمال“ ”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۴۲) نوح بن دراج قاضی:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ

اور فطر بن خلیفہ اور ابن سلطنت اور عمش وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے علی بن حجر وغیرہ نے روایت کی۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۵۳) نوح بن ابی مریم:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور زہری اور ثابت بنانی اور یکمی بن سعید الانصاری اور عبد اللہ بن عمر و اور ابن ابی لیسی اور بہز بن حسیم اور ابن سلطنت اور عمش اور مفتال بن حبان اور یزید الحنوی وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے علی بن موسی ع江北 وغیرہ نے۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۵۴) هریم بن سفیان:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد و سہیل بن ابی صالح و عبد الرحمٰن سعید الانصاری و بیان بن بشروا عمش و منصور و ابو طنون و شیبانی و عبد اللہ معمری ولیث بن ابی سلیم و مжалد بن سعید وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے ابو نعیم وغیرہ نے روایت۔ اور ان کی روایتیں کل صحابہ بنی ایمان و مسلم و ترمذی و ابو داؤد ونسائی و ابن ماجہ میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۵۵) ہودہ بن خلیفہ:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے سلیمان یعنی اور عبد اللہ بن عون اور ابن جرجی اور ہشام بن حسان اور عوف اعرابی اور یوسف بن عبید وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے حضرت امام احمد وغیرہ نے۔ اور ابن حبان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ان کی روایتیں ابو داؤد میں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تہذیب التہذیب“ اور ”تبیض“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام

ہمام امام عظم کے شاگرد ہیں۔

(۵۴) ہیاج بن بسطام برجمی:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے حمید الطویل اسے عیل بن ابی خالد عتبہ بن عبد الرحمن قرشی و عوف اعرابی و محمد بن الحلق و داؤد بن ابی ہند و خالد الخدا و محمد بن عمرو و بن علقمه و یزید بن کیسان اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور ان سے محمد بن بکار وغیرہ نے روایت کی۔ سعید بن زنا دکھنے ہیں میں نے ان سے زیادہ فضح نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے بغداد مقدس میں حدیث بیان کی۔ اس کو سنن کیلئے وہاں لاکھ آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ بہت زیادہ علم والے اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیین“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۵۵) یحییٰ بن یمان:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے ہشام بن عروہ اور عمش اور سملیل بن ابی خالد اور معمراً و رمنہاں بن خلیفہ اور ثوری اور حمزہ زیات وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کی۔ بخاری اور مسلم میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تہذیب الکمال“ اور ”تبیین“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۵۶) یزید بن زریع:

”تہذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے سلیمان تیمی اور حمید الطویل اور ابو سلمہ سعید بن یزید اور عمر بن میمون اور ایوب اور حبیب معلم اور حبیب بن اشہد اور خالد الغزار اور حجاج بن ابی عثمان صواف اور داؤد بن ابی ہند اور سعید بن ایاس جرمی اور سعید بن عروہ اور ہشام بن حسان اور یوسف بن عبید اور ایمن عون اور شعبہ اور ثوری اور عمر بن محمد عمری اور معمراً و راشد اور ہشام الدستوائی اور عوف اعرابی اور حسین معلم اور روح بن فراس وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور ان سے عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے روایت کی۔ بہر بن حکیم کہتے ہیں کہ وہ متقن اور حافظ تھے۔ اور ان سے

کاہل میں نے نہ دیکھا۔ نہ صحت حدیث میں ان جیسا دیکھا۔ ابو حاتم نے ان کو لوثق اور امام کہا ہے۔ اور ابن سعد نے ان کی نسبت ثقہ جیسے کثیر الحدیث کہا ہے۔ تمام صحاح ستہ بخاری، مسلم،نسائی، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیین“ میں ہے کہ وہ حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۵۸) یونس بن بکیر:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے ابو خلدہ و خالد بن دینار سعدی و خالد بن دینار نیلی اور طلحہ بن میکی اور اس باط بن نصر اور شام بن عروہ اور محمد بن اسٹق اور عمرو بن دینار اور عثمان بن عبد الرحمن اور نصر بن ابی عمر خزان وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے میکی بن معین وغیرہ نے۔ اور مسلم شریف اور ابو داؤد میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب التہذیب“ اور ”تبیین الصحیفہ“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۵۹) حماد بن زید:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے ثابت بنی اور انس ابن سیرین اور عبد العزیز بن صہیب اور عاصم احول اور محمد بن زیاد اور ابو حمزہ ضعیف اور جعد اور ابو حازم سلمہ بن دینار اور شعیب بن حجاج اور صالح بن کیسان اور عبد الجمید صاحب الزیادی اور ابو عمران جونی اور عمرو بن دینار اور شام بن عروہ اور عبد اللہ بن عمر وغیرہم تابعین اور تبع تابعین کی جماعت روایت کی۔ اور ان سے عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے۔

عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ چار شخص اپنے زمانہ میں امام تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں اور امام مالک حجاز میں اور اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ اور فرمایا میں نے ان سے زیادہ حدیث جانے والے کوئیں دیکھا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ان سے زیادہ حافظہ والا میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ حماد بن زید اسلامی میں ہیں جس روز ان کا انتقال ہوا یزید بن زریع نے فرمایا

آج سیداً مسلمین کا انتقال ہوا۔ اور ابن عینہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو ان کے سامنے دوز انموذج بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور کل صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”اخیرات الحسان“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۶۰) موسیٰ بن نافع ابو شہاب الا کبرا الحناظ:

”خلاصہ“ میں ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء اور ایک جماعت سے روایت کی۔

اور ان سے ابو عیم وغیرہ نے روایت کی۔ اور بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیینیں“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۶۱) ابواسحق فزاری:

”خلاصہ“ میں ہے کہ انہوں نے خالد خدار اور حمید الطویل اور ابو طوالہ اور مالک اور موسیٰ بن عقبہ اور عمش اور خلق کثیر سے روایت کی اور ان سے سفیان ثوری وغیرہ نے روایت کی۔ ان کو حدیثیں بہت زیاد یاد تھیں۔ ابو حاتم نے ان کو امام کہا ہے۔ اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جلوہ افروز ہیں۔ اور قرب میں سرکار کے تھوڑی جگہ خالی ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ وہاں بیٹھوں تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ابو اسحق فزاری کی جگہ ہے۔ کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”تهذیب الکمال“ اور ”تبیینیں“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام ہمام امام عظیم کے شاگرد ہیں۔

(۶۲) هشام بن عروہ:

”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عثمان اور عباد بن عبد اللہ اور یحییٰ بن عباد اور عباد بن حمزہ اور فاطمہ بنت منذر اور عمرو بن

خرزیہ اور عوف بن حارث اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابن المندک را وہب بن کیسان اور صالح بن ابی صالح السمان اور عبید اللہ بن ابی بکر اور عبد الرحمن سعد اور محمد بن ابراہیم تھی اور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم سے روایت کی۔ اور ان سے یوب سختیانی وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سعد فرماتے ہیں وہ ثابت اور جنت تھا اور حدیثیں ان کو بکثرت یاد کھیں۔ اور ابو حاتم کا قول ہے کہ ہشام بن عوف فی حدیث میں امام تھے۔ اور کل صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

”الخیرات الحسان“ میں ہے کہ وہ حضرت سیدنا و امام من امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔

(۲۳) یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ:

”تذکرة الحفاظ“ میں ان لفظوں سے اخسیں یاد کیا ہے ”الامام الفرد سید الحفاظ۔“ ”تهذیب التہذیب“ میں ہے کہ انہوں نے عبداللام بن حرب و عبد اللہ بن مبارک و حفص بن غیاث و جریر و هشام بن یوسف و عبد الرزاق و ابن عینہ و کعب بن عدی و اور غدر بن عمر بن عبد الرحمن اور حجاج بن یوسف اور حاتم بن اسلمیل و سمعیل بن خالد اور حسین بن محمد اور عبد الصمد اور عباد بن عباد اور سکن بن اسلمیل اور مروان بن معاویہ قطان اور ابو عبیدہ بن الحذا اور ابو سامہ اور حماد بن خالد اور عبد الرحمن بن مہدی اور خلق کثیر سے روایت کی۔ اور ان سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ عسلم یحییٰ بن ادم پرنتکی ہوا۔ اور ان کے بعد یحییٰ بن معین پر۔ اور ایک روایت ان سے یہ بھی ہے کہ عسلم عبد اللہ بن مبارک پرنتکی ہوا۔ اور ان کے بعد یحییٰ بن معین پر۔

ہارون بن معروف کہتے ہیں کہ شام سے ایک محدث ہمارے پاس آئے تو سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں گیا۔ اور روایتیں لکھوانے کی درخواست کی۔ تو انہوں نے اپنی کتاب حدیث میری عرض پر لکھوانا شروع کیا۔ کہ دروازہ پرسی نے دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ کہا ”احمد بن حنبل“ تو آنے کی اجازت دی۔ اور اسی طرح لکھواتے رہے۔ امام احمد بن حنبل

کے بعد احمد درویش اور عبید اللہ رومی اور زہیر بن حرب یکے بعد دیگرے آئے۔ اور شیخ برابر لکھواتے رہے۔ کہ پھر کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے پوچھا کون ہے؟ کہا ”یحییٰ بن معین“ پیغام سنتے ہی شیخ کے ہاتھوں میں لرزہ پڑ گیا۔ اور کتاب شیخ کے ہاتھ سے گرنی۔ یحییٰ بن معین کی علمی وجاہت کی بنابر۔

”تاریخ ابن خلکان“ میں ہے کہ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ یہ حضرات علم میں منتہی تھے۔ یحییٰ بن ابی کثیر اور ققادہ بصرہ میں اور احلق اور عمش کوفہ میں اور ابن شہاب اور عمرو بن دینار حجاز میں۔ اور ان سب کا علم سعید بن عروہ اور شعبہ اور معمم اور حجاج بن سلمہ اور ابو عوانہ اور سفیان ثوری اور سفیان بن عینیہ اور مالک بن انس اور ابی زائدہ اور کعیج اور عبد اللہ بن مبارک کو پہنچا۔ مگر عبد اللہ بن مبارک کا علم ان سب سے وسیع تر تھا۔ اور ابن مهدی اور یحییٰ ابن ادم بھی انہیں حضرات میں شامل ہیں۔ پھر ان سب حضرات کا علم یحییٰ بن معین کو پہنچا۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

”تذکرة الحفاظ“ میں علی بن مدینی کا قول ہے کہ تمام آدمیوں کا علم یحییٰ بن معین کو پہنچا ہے۔ اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ ہم نہیں جانتے کسی کو ابتدائے دنیا سے لے کر اب تک جس نے یحییٰ بن معین کے برابر حدشیں روایت کی ہوں۔

کر دری نے لکھا ہے ” ذکر ابوعمالی الاسفراںی عن یحییٰ بن معین قال جالسناه ابا حنیفة و سمعناه و کتبنا منه و اذانظرت الی وجهه عرفنا فوججه انه یتقی اللہ تعالیٰ “ یعنی یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ہم امام اعظم ابوحنیف کے ساتھ ان کے حلقة درس میں بیٹھے ہیں۔ اور ان کے افادات سے مستفید ہوئے۔ اور وہ سنے اور لکھے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیف کی یہ حالت تھی کہ جب ہم ان کے مبارک چہرہ کو دیکھتے تو صاف ظاہر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا ان کو بہت زیادہ خوف ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ بھی حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ممکن ہے کہ اس روایت میں کچھ چون و حپرا ہو۔ کہ یحییٰ بن معین کا انتقال ۳۲۳ھ میں ہوا۔ اور ابن

خلاکان نے ان کی عمر پچھتری یا ستر سال باختلاف روایت لکھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت آپ کی حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال فرمانے کے بعد ہے۔ کیونکہ حضرت امام عظیم کا وصال ۱۵ھ میں ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حساب میں سہو ہوا ہوگا۔ جس کا اعتراض خودابن خلاکان نے کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے جو تاریخ لکھی ہے وہ یقیناً غلط ہے۔ اور یہ بات روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے کہ اچھی اور عمدہ صحت و تشریفی وآلے اپنے کم عمر لوں سے اچھے قوی دکھتے اور ان سے کم عمر معلوم ہوتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ عمر ان کی زیادہ ہو۔ مگر اپنے قوی اور تشریفی کی وجہ سے پچھتری یا ستر سال کے سمجھے جاتے ہوں۔ غرضیکہ اس روایت کی بنیا پر حضرت امام عظیم ویکی بن معین کی ملاقات قطعًا غلط ثابت نہیں ہو سکتی۔

اور اگر ہم مرتبہ سے تنزل کریں کہ ملاقات نہیں ہوئی تو یہ توہر موافق و مخالف کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یکی بن معین حضرت امام عظیم کو اپنا امام و مقتداً یقیناً مانتے تھے۔ اور اس پر بہت سے قرینے موجود ہیں۔ ایک مرتبہ یکی بن معین سے سوال ہوا کہ غیر محفوظ روایت بیان کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے حضرت امام عظیم کا قول جواب میں پیش کیا کہ امام صاحب جائز نہیں سمجھتے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت امام عظیم کے ساتھ آپ کو خصوصی نسبت حاصل تھی۔

ایک بار حضرت امام عظیم کا حال دریافت کیا گیا تو آپ نے ثقہ ثقہ مکر کہا۔ اور تم کھا کر کہا کہ ان کا مرتبہ اس سے بلند و بالا ہے کہ کسی بات میں وہ جھوٹ کہتے۔ یہ قسم کھا کر صفائی کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضرت امام عظیم کے ساتھ آپ کو انتہائی عقیدت تھی۔

امام موفق کہتے ہیں کہ کسی نے یکی بن معین سے سوال کیا کہ سفیان نے امام عظیم ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا! اور فرمایا ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ اور حدیث وفقہ میں صدقہ اور دین میں مامون تھے۔ نیز امام موفق نے ”مناقب“ میں لکھا ہے کہ یکی بن معین فرماتے ہیں ”الفقه فقه ابی حنفیہ علیہ ادرکت الناس“ یعنی معتبر و مستند اور قابل اعتماد فقه اگر ہے تو امام ابوحنیفہ کی فقہ ہے۔ فقہ حنفی اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے میں نے دیکھا ہے۔

جب یکی بن معین کے نزدیک فقہ حنفی اس قدر معتبر و مستند اور متفق علیے مسلم تھی تو

یقیناً اس کہنے میں ہم حق بجانب ہیں کہ فقہ حنفی پر ہی یحییٰ بن معین کا عمل اور آپ امام عظیم کے مقلد اور حنفی تھے۔ کیونکہ اگر فقہ حنفی قابل عمل اور قرآن و حدیث کے موافق نہ ہوتی تو وہ کھلم کھلا فرماتے کہ فقہ حنفی خلاف ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد پر خود حضرت امام عظیم پر جرح کرتے اور ان پر لازم و ضروری ہوتا جرح کرنا۔ جیسا کہ ”فتح المغیث“ میں ہے کہ راویوں میں کلام کرنے والے تین قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں کہ تمام راویوں میں کچھ نہ کچھ کلام کرتے ہیں۔ جیسے یحییٰ بن معین اور ابو حاتم۔ تو ایسی ہستی جس کو ثقہ اور صدق و مامون فی الدین کہے وہ یقیناً قابل اعتبار اور معتمد علیہ ہے۔ کیونکہ باوجود یہ کہ جرح میں تشدید کی پیشان ہے۔ مگر حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توثیق و تصدیق کر رہے ہیں۔ تو غیر مقلدین کو لازم ہے کہ ان پر اعتناد کر کے بخاری و مسلم کو مانتے ہوئے حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی غلامی و حلقة گوشی حاصل کریں۔ ورنہ حدیث تو رخصت۔

خلاصہ کلام

یہ سلیم کرنا پڑے گا کہ جب یحییٰ بن معین کے تمام مسائل فقہیہ حنفیہ کو جانچ پڑتاں لیا کہ بالکل قرآن و حدیث کے مطابق ہے، کوئی مسئلہ بھی کسی حدیث کے خلاف نہیں ہے (کیونکہ انہوں نے کل احادیث نبویہ کو از بر کر لیا تھا) جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر اکابر محدثین نے شہزادتیں دیں) اس وقت ارشاد فرمایا ”الفقہ فقه ابی حنفیۃ“ قابل اعتناد و توثیق علیہ فقہ حنفی ہے۔ تاکہ جملہ محدثین کو خوب یقین ہو جائے اور وہ جان لیں کہ ہمارے خیال میں بعض مسائل بعض احادیث کے باطل ہر جو خلاف معلوم ہوتے ہیں تو وہ دوسرا حدیثوں کے موافق ہیں۔ جن کی ان محدثین کو توجہ نہیں ہے۔ مگر ان کے شیخ الحدیث یحییٰ بن معین کے علم میں وہ محدثین بھی یقیناً موجود ہیں۔

اور فقہ حنفی حدیث کے خلاف کیونکہ ہو سکتی ہے؟ اس لئے کہ جتنا سرمایہ حدیث یحییٰ بن معین کے پاس تھا وہ سب فقہ کی تدوین کے وقت حضرت امام عظیم کے علم میں تھا۔ کہ اول تو خود حضرت امام عظیم نے تخلیص حدیث چار ہزار استادوں سے کی۔ پھر حلقة درس میں شریک ہونے والے طلبہ جو آتے ان میں اکثر خزانہ حدیث اتنا ساتھ لاتے جو اجتہاد

کے لئے کافی ہو۔ کیونکہ حضرت امام عظیم نے توحیدیہ کی روایت کا طریقہ ہی نہیں اختیار کیا تھا۔ جس کے طلب کرنے والے ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بلکہ آپ توحیدیہ کا تعارض اٹھانے اور فقاہت فی الدین اور اجتہاد کا طریقہ تعلیم فرماتے تھے۔ اور اجتہاد کیلئے احادیث نبویہ کا کافی خزانہ درکار ہے۔ یہی توجہ تھی کہ اُس مقدس حلقة میں ہر کس و ناس کو شریک ہونے کی وجہت ہی نہیں ہوتی۔ اسی مختصر سی فہرست میں دیکھ لجئے کہ یہ حضرات شاگردان حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم جماعت محدثین میں کس مرتبے کے ہیں، محدثین کے نزدیک ان کی کیا شان ہے۔

اور ”تذكرة الحفاظ“ میں کیسے کیسے القاب کے ساتھ ان کو یاد کیا گیا۔ جیسا کہ ذکر ہوا:

◎ الامام ◎ الحافظ ◎ احد الاعلام ◎ الشبت ◎ شیخ الاسلام
 ◎ القدوة ◎ المتقن ◎ سید الحفاظ ◎ الحافظ الكبير ◎ الفرد
 ◎ کثیر الحدیث وغیره وغیره۔

کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ آج کل کی طرح دودو تباہ پڑھ کر مولویت و مجتہدیت کے دعویدار بنتے اور حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں موئیہ گافیاں کرتے ہیں، کیا ایسے ہی مولوی وہ بھی تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اکابر محدثین جن کو ان مبارک لقوں کے ساتھ یاد کریں گے، جن کے آگے زانوئے ادب تھہ کریں گے اور بخاری و مسلم وغیرہ اصحاب صحاب جن کو ان استاد مانیں گے وہ یقیناً محدثین کرام میں ایک ممتاز شخصیت کے مالک ہوں گے۔

پھر یہی ظاہر ہے جن کی علمی شخصیت اس درجہ میاں ہے ان کے پاس خزانہ حدیث کس قدر ہوگا؟ اور یہ بھی عیاں مثل آفتاب درخشان ہے کہ جن کے پاس اتنا سر ما یہ حدیث موجود ہو گا وہ ہرگز ہرگز اُس کے پاس جا کر مودب نہ بیٹھیں گے۔ اور اپنی ساری عمر میں ان کی خدمت میں نہیں گزاریں گے۔ جن کا سر ما یہ حدیث کل سترہ حدیث ہو۔ جیسا کہ غیر مقلدین کا یہ لچر اور پوچ اور یہودہ بہتان ہے معاذ اللہ کہ حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کل سترہ حدیثیں یا تھیں۔ لاحول ولا قوة الا بالله۔

اگر صرف اسی پر غور کریں کہ ان بخاری و مسلم وغیرہ اصحاب صحاب ستہ کے استادوں اور دادا استادوں نے جن کی شاگردی پر فخر کیا، کیا وہ کل سترہ حدیثیوں کے ہی مالک تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!

دور کیوں جائیے۔ فن رجال کی کست ابوں کو ملاحظہ کیجئے تو ظاہر و باہر ہو گا کہ یہ حضرات تلامیذ حضرت امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جن کی تعداد صحیح زیادہ ترکشہ کی بنابر پوری معلوم نہ ہو سکی، پھر بھی بعض محدثین نے ایک ہزار کے قریب شاگردان امام ہمام کی فہرست مرتب کی ہے) سب کے سب کسی خاص ایک شہر کے باشندے نہ تھے۔ بلکہ کوئی شامی، کوئی مصری، کوئی حجازی، کوئی عراقي، کوئی بصری۔ مختلف بلا و قریوں کے رہنے والے سینکڑوں منزوں کے فاصلہ سے سفر کر کر کے حاضر حلقہ حضرت امام عظیم ہوتے۔

غرض کہ کتب فن رجال کی شہادتوں کی بنابر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلامی دنیا میں کوئی مقام و موضع ایسا باقی نہیں رہا جہاں کوئی محدث ہو اور حضرت سیدنا امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں نے اُس محدث کے پاس پہنچ کر اس کا سرمایہ حدیث حاصل نہ کیا ہو۔

ان تمام قرائن و اسباب محققہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا امام عظیم کے حلقہ درس میں وقت اجتہاد تمام روئے زمین کی کل احادیث کا سرمایہ پہنچ چکا تھا۔ اور حاضرین حلقہ موقع بہ وقہ حسب ضرورت پیش کیا کرتے تھے۔ اور ہر مسئلہ پر خوب آزادی کے ساتھ گفتگو کر کے تحقیق کراتے تھے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہ حضرات محدثین حضرت امام عظیم کے حلقہ درس میں مخالفانہ طور پر شرکت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصود استفادہ اور استفاضہ تھا۔ جیسا کہ ان کی دعاؤں اور الفاظوں سے خوش اعتقادی ٹپک رہی ہے۔

حضرت مسعود بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں حضرت امام عظیم کیلئے دعا کرتے اور اس کو تقرب الہی کا ذریعہ سمجھتے۔ الفاظ دعاء یہ ہیں:

”اللهم انى القرب اليك بل عائى لامي حنيفة“

یعنی اے اللہ میں تیرے دربار میں تقرب حاصل کرتا ہوں امام ابوحنیفہ کے حق میں دعا خیر کر کے اس وسیلہ سے۔

عبداللہ بن داؤد حسن بنی فرماتے ہیں کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز میں امام عظیم ابوحنیفہ کیلئے دعائے خیر کیا کریں کہ انہوں نے احادیث نبویہ اور فقہ کو محفوظ کر دیا۔

ابو عاصم نبیل فرماتے ہیں مجھے لقین ہے کہ ہر روز امام اعظم ابو حفصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال ایک صدیق کے اعمال کے برابر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ کسی نے وجود ریافت کی تو فرمایا اس لئے کہ ان سے اور ان کے اقوال سے لوگوں کو نفع پہنچا اور پہنچتا ہے گا۔

ابن سماک محمد علی اپنے ہر وعظ میں حناته پر حضرت امام اعظم کے لئے دعائے خیر کیا کرتے۔ اور حاضرین مجلس کو آسمیں کہنے کی ہدایت کرتے تھے۔

ان تمام واقعات و حالات و کیفیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ یہ کہ:
قرآن و حدیث و تفسیر وغیرہ کا جو علم حضرت سیدنا امام اعظم کو ہوتا اُس زمانہ میں کسی کو نہ تھا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا نے اسلام کی تمام حدیثیں حضرت امام اعظم کو محفوظ اور ان کے حلقہ میں پہنچ چکی تھیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ”ستہ حدیث“ والا غیر مقلدین کا فسراً سفید جھوٹ ہے،
وجل و فریب ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ فقہ حنفی اجماعی اتفاقی معتمد و مستند فقہ ہے۔
اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فقہ حنفی قطعاً یقیناً قرآن و حدیث کے موافق ہے۔
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کا حنل اصہ اور لب لباب ہے۔
اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ فقہ حنفی پر اس وقت کے علماء و محدثین و ائمہ حدیث و حفاظ
حدیث عامل تھے۔ ”علیہ ادرکت الناس“ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول گزارا۔
اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ محدثین کرام کو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر کمال درجہ کا وثوق تھا۔

اور یہ بھی علم ہوا کہ محدثین کرام فقہ حنفی کو حق صحیح جانتے تھے۔ اور امام اعظم کی جانب سے محدثین کرام کو جھوٹ کا وہم و مگان بھی نہ تھا۔

اور آفتاب نیروز سے زائد بھی روشن ہو گیا کہ یہ بخاری و مسلم وغیرہ اصحاب صحاح ستہ اور حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد بن ادريس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام اعظم کے

شماگروں کے شماگرہ، ملکہ بعض شماگروں کے شماگرہ ہیں۔ اور شماگرداں امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رو برویہ حضرات زانوئے ادب تھے کہ ہوئے ہیں۔

آج کل کے نیم مللان بے چاروں کو عبد اللہ ابن مبارک اور ابن معین وغیرہم کی علمیت و قابلیت و استقرار حدیث کہاں نصیب؟ ان کا سر ما یہ اجنبیہ توبہ غ المرام اور مشکوہ ہے۔ اور کوئی بہت بڑے درجہ کا ہے تو بخاری پڑھ لی بس! مثل مشہور ہے کہ نو نیں کی میئنڈ کی کوسمندر کے پانی کی کیا خبر؟ تو جن بے چاروں کو بخاری و مسلم کی ہی شان نہ معلوم ہو وہ بخاری و مسلم کے استادوں کی قدر کیا جائیں؟ پھر ان استادوں کے شیخ و استاد حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و عظمت کی انہیں کیا خبر؟

کاش! غیر مقلدین وہابی ”بخاری“، ”مسلم“ وغیرہ کو مانتے ہوئے ان کے استادوں اور شیخ شیوخ و مقداد اپنیا کو بھی مان لیں اور سچے غلام امام عظیم ابو حنفیہ کے اور سچے پیر و بخاری و مسلم کے بنیں۔ اور محدثین کرام نے جیسے تلقین دی کی حنفی بنے، ان پر اعتماد رکھتے، ان کو سچا جانتے ہوئے کپکے حنفی سنی ہو جائیں۔ ورنہ روا فاض کی مثال صادق آئے گی کہ حضرت مولی علی مشکلکشا علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تو مانا مگر جس کو انہوں نے اپنا مقصد اپنی پیشوا جانا اُس سے انکار کیا۔ معاذ اللہ رب العالمین۔

یہ بھی عرض کردوں

کہ ان حضرات محدثین کرام حبهم اللہ تعالیٰ نے باوجود اس قابلیت و علمیت ولیاقت کے حضرت سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حلقة بگوشی و شماگردی کیوں حاصل کی؟ اس کی صحیح اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم وحدیث نبویہ کا لب لباب اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کسی اور سے سوائے حضرت سیدنا امام عظیم کے ان کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی عرض یعنی فتح حاصل کرنے اور قرآن و حدیث سے مسائل کے استخراج کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے محدثین کرام دور دراز کی مسافتیں طے کر کے اور سفر کی صعوبتیں، کلفتیں برداشت کرتے۔ اور حضرت سیدنا امام عظیم کی بارگاہ میں حاضر ہو کرتے۔

ہاں ہاں !! اے اہل حدیث کہلانے والو! اگر واقعی تمہارے نزد یک امام، محدثی
و مسلم وغیرہ قابل اعتماد و مسلم ہیں تو ان کو بھی مانو۔ جن کی اُنہوں نے شاگردی حاصل کی۔
اور ان کے شیخ و امام حضرت امام عظیم کو بھی ویسے ہی مانو جیسے ان حضرات نے مانا۔
اے وہابیو! خدارا اپنی جانوں پر حسم کرو۔ اور فقہاء کرام اور خصوصاً حضرت
امام عظیم کی بارگاہ میں گستاخیاں، بے ادبیاں کر کے اپنے نامہ اعمال سیاہ نہ کرو۔ قیامت
قریب ہے۔ اللہ حسیب ہے۔ نقیر اس مختصر مضمون کو اس شعر پر ختم کرتا ہے ہے
مانو نہ مانوا سُن کا تمہیں اختیار ہے
آگے تمہارے اچھا براہم نے کر دیا
والسلام علی اہل الاسلام۔ یازدهم محرم الحرام ۱۴۲۷ھ